کھیل اور تفریح
کی
شرعی حدود
ایک اہم معاشرتی مسئلے پر ایک اچھوتی تحریر
مستند حوالہ جات کے ساتھ
از
جناب مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہم
استاذ جامعہ دار العلوم کراچی
ناشر
ادارہ اسلامیات
لاہور، کراچی

نام کتاب ـــــــ کھیل اور تفریح کی شرعی حیثیت
تاریخ طباعت ـــــــ جون ۱۹۹۲ء بمطابق ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ
باہتمام ـــــــ اشرف برادران سلمہم الرحمٰن
کتابت ـــــــ مشتاق احمد جلالپوری
قیمت ـــــــ

ادارۂ اسلامیات پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

ـــــــ ملنے کے پتے ـــــــ
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ ـ انارکلی لاہور ۲
دارالاشاعت ، اردو بازار کراچی ۱
ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴
بیت القرآن ، اردو بازار کراچی ۱
ادارۃ القرآن چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی

عرضِ مؤلف

اسلام وہ مکمل دین ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر جامع ہدایات دی گئی ہیں جن کے ذریعے آخرت کی کامیابی کے ساتھ دنیا کی تمام مصالح کی پوری پوری رعایت ہو جاتی ہے۔ اسلام کی یہ پاکیزہ تعلیمات جہاں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق کے اہم مسائل پر حاوی ہیں وہاں یہ تعلیمات انسانی زندگی کے اُن نازک پہلوؤں پر بھی محیط ہیں جو انسانی جذبات کی بڑی آماجگاہ ہیں۔ ان ہی میں سے ایک پہلو یہ ہے کہ انسانی زندگی میں، کھیل اور تفریح کا کیا مقام ہے؟

افراط و تفریط کے اس دور میں اگر ایک طرف مغربی تہذیب نے پوری زندگی کو کھیل کود بنا دیا ہے تو دوسری طرف بعض دیندار حلقوں نے اپنے طرزِ عمل سے اس تصور کو فروغ دیا ہے کہ اسلام صرف عبادات اور خوف و خشیت کا نام ہے جس میں کھیل، تفریح، خوشدلی اور زندہ دلی کا کوئی گزر نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کی زندگی جہاں زہد و تقویٰ، عبادت و خشیتِ خداوندی کا نمونہ ہیں وہاں ان کی زندگی خوش دلی، زندہ دلی اور تفریح قلبی کے پہلوؤں پر بھی بہترین اسوۂ حسنہ ہیں۔

احقر کو بتوفیقِ خداوندی "جامعہ اشرفیہ لاہور" میں دورانِ تدریس اور "دارالعلوم اسلامیہ لاہور" کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے مواعظ میں اس موضوع

پر بیان کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ "جامعہ دارالعلوم کراچی" منتقلی کے
بعد دارالافتاء میں اس موضوع پر نسبتاً ایک مفصل فتویٰ لکھنے کا موقعہ ملا جو
بحمداللہ اپنے اکابر کی نظر سے گزر کر احقر کے لئے باعثِ طمانینت ہوا۔ اس
سلسلہ میں مخدوم ومشفقم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم اور مخدوم
ومشفقم حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی ہدایات احقر کی رہنمائی کا سبب
بنتی رہیں۔ جزاهم الله تعالیٰ خیرًا من عنده۔

یہ فتویٰ "البلاغ" کراچی میں بھی چار اقساط میں طبع ہوا اور بفضلہ تعالیٰ
قارئین کے لئے نفع مند ثابت ہوا۔ اسی مضمون کو اب رسالہ کی شکل میں طبع
کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کی اشاعت کو احقر کے لئے ذخیرۂ
آخرت اور قارئین کے لئے دینی نفع کا ذریعہ بنائیں۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

طالب دعا

احقر محمود اشرف عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ
وصحبہ اجمعین۔ امّا بعد!

"اسلام میں کھیل اور تفریح" کے شرعی احکام سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرنا
ضروری ہے کہ انسان کا سب سے بڑا سرمایہ انسان کی زندگی کے وہ قیمتی لمحات ہیں
جو کسی کے روکے سے نہیں رُکتے۔ اور سیکنڈوں، منٹوں، گھنٹوں اور دنوں کی شکل میں
تیزی سے ختم ہوتے رہتے ہیں۔ انسان اپنے لمحاتِ زندگی کو صحیح جگہ میں صرف کرلے
تو دُنیا و آخرت کی فلاح نصیب ہوجاتی ہے اور اگر خدانخواستہ ان قیمتی لمحات کو
ضائع کردے تو دُنیا و آخرت کا خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم
میں زمانے (وقت) کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

"وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ[1]"، (پ۳۰)

حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ اس مشہور سورۃ کی تفسیر میں اسی حقیقت
کی نشاندہی کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"حق تعالیٰ نے ہر انسان کو اُس کی عمر کے اوقاتِ عزیزہ کا بے بہا سرمایہ دے کر

---

[1] پوری سورۃ کا ترجمہ یہ ہے: "قسم ہے زمانے کی انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر وہ
لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے کی تاکید
کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے۔"

ایک تجارت پر لگا دیا ہے کہ وہ عقل و شعور سے کام لے اور اس سرمایہ کو
خالص نفع بخش کاموں میں لگائے تو اس کے منافع کی کوئی حد نہیں رہتی
اور اگر اس کے خلاف کسی مضرت رساں کام میں لگا دیا تو نفع کی تو کیا
امید ہوتی یہ راس المال بھی ضائع ہو جاتا ہے اور صرف اتنا ہی نہیں کہ
نفع اور راس المال ہاتھ سے جاتا رہا بلکہ اس پر سینکڑوں جرائم کی سزا
عائد ہو جاتی ہے۔ اور کسی نے اس سرمایہ کو نہ کسی نفع بخش کام میں لگایا
نہ مضرت رساں میں تو کم از کم یہ خسارہ تو لازمی ہی ہے کہ اس کا نفع اور
راس المال دونوں ضائع ہو گئے۔ اور یہ کوئی شاعرانہ تمثیل ہی نہیں بلکہ
ایک حدیث مرفوع سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

کل یغدو فبائع نفسه فمعتقها أو موبقها۔[1]

ترجمہ:

یعنی ہر شخص جب صبح اٹھتا ہے تو اپنی جان کا سرمایہ تجارت پر لگا دیتا
ہے۔ پھر کوئی تو اپنے اس سرمایہ کو خسارہ سے آزاد کرا لیتا ہے اور
کوئی ہلاک کر ڈالتا ہے۔

خود قرآن کریم نے بھی ایمان و عمل صالح کو انسان کی تجارت کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے:

هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ۔[2]

"اور جب زمانہ عمر انسان کا سرمایہ ہوا اور انسان اس کا تاجر تو عام
حالات میں اس تاجر کا خسارہ میں ہونا اس لئے واضح ہے کہ اس مسکین

[1] صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الطہارۃ) ص ۳۸

[2] کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ (سورۃ الصف)

کا سرمایہ کوئی منجمد چیز نہیں جس کو کچھ دن بیکار بھی رکھا جائے تو اگلے
وقت میں کام آجائے بلکہ یہ سیال سرمایہ ہے جو ہر منٹ ہر سیکنڈ
بہہ رہا ہے۔ اس کی تجارت کرنے والا بڑا ہوشیار مستعد آدمی چاہیئے
جو بہتی ہوئی چیز سے نفع حاصل کر لے۔ اسی لئے ایک بزرگ کا قول ہے
کہ وہ برف بیچنے والے کی دکان پر گئے تو فرمایا کہ اس کی تجارت کو
دیکھ کر سورۂ "والعصر" کی تفسیر سمجھ میں آگئی کہ یہ ذرا بھی غفلت سے کام
لے تو اس کا سرمایہ پانی بن کر ضائع ہو جائے گا۔ اس لئے اس ارشادِ
قرآنی میں زمانے کی قسم کھا کر انسان کو اس پر متوجہ کیا ہے کہ خسارے
سے بچنے کے لئے جو چار اجزاء سے مرکب نسخہ بتلایا گیا ہے اس کے
استعمال میں ذرا غفلت نہ برتے۔ عمر کے ایک ایک منٹ کی قدر پہچانے
اور ان چار کاموں میں اس کو مشغول کر دے"۔

(تفسیر معارف القرآن ص ۸۱۲/۸۱۳ ج ۸)

آخرت کی کامیابی سے قطع نظر بھی (کہ جس سے قطع نظر ممکن نہیں) محض دنیوی
کامیابی بھی انہی لوگوں کے حصہ میں آتی ہے جو اپنے وقت کو ٹھیک ٹھیک کاموں
پر خرچ کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے لمحات کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔
ایک کامیاب انسان وہی سمجھا جاتا ہے جو سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگی کے
لمحات کو مناسب جگہوں پر خرچ کرے اور اوقاتِ عزیز کو بیکار کاموں اور
کھیل کود میں ضائع ہونے سے بچائے۔

یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جس کی طرف قرآن حکیم نے کئی جگہ توجہ دلائی ہے
اور ان لوگوں کی مذمت بیان کی ہے جو زندگی کے اہم مقاصد کو یکسر نظر انداز کر کے
پوری زندگی کو کھیل تماشہ بنانا چاہتے ہوں۔

لہو ولعب سے متعلق آیاتِ قرآنی

مناسب ہوگا کہ یہاں وہ آیات مع ترجمہ نقل کردی جائیں جن سے یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جاتی ہے کہ "لہو ولعب" کے بارے میں قرآن حکیم کا کیا ارشاد ہے؟

۱ - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۔ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۔

ترجمہ: اور کچھ لوگ وہ ہیں جو خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ اللہ کے راستے سے بے سوچے سمجھے گمراہ کریں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے" (۶: سورۂ لقمان)

۲ - فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۔ (۴: سورہ لقمان)

"تو آپ ان (کافروں) کو اسی شغل اور کھیل میں رہنے دیجئے یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (یعنی قیامت کا دن)" (۸۳: الزخرف ، ۴۲: المعارج)

۳ - وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۔

"اور اگر آپ ان منافقین سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو ہنسی اور کھیل کر رہے تھے ۔ آپ فرما دیجئے کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے" (۶۵: التوبہ)

۴ - قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۔

"آپ کہہ دیجئے کہ "اللہ"، پھر ان کو چھوڑ دیجئے کہ یہ اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں" (۹۱: الانعام)

۵ - أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۔ (۹۸: الاعراف)

"کیا بستیوں والے اس سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر دن چڑھے اس حالت میں آ پہنچے کہ وہ کھیل رہے ہوں"

۶ - مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۔ (۲: الانبیاء)

"کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو اپنے رب سے نئی، مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے۔ کھیل میں پڑے ہوئے ہیں ان کے دل"

۷ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۔ (۹: الدخان)

"بلکہ وہ (کافر) شک میں ہیں، کھیل رہے ہیں"

۸ - فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۔ (۱۲: الطور)

"سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں بناتے ہیں کھیلتے ہوئے"

۹ - وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۔

"اور جب تم نماز کی طرف پکارتے ہو تو وہ اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں" (۵۸) المائدہ)

۱۰ - قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۔

"کافر بولے تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات، یا تو کھلاڑیوں میں سے ہے" (۵۵: الانبیاء)

۱۱ - وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ

الحیوٰۃ الدنیا وذکر بہٖ ان تبسل نفس بما کسبت ۔

ترجمہ: "اور ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ آپ قرآن کے ذریعے نصیحت کرتے رہیئے۔ کہیں کوئی جان اپنے کئے میں گرفتار نہ ہو جائے"۔

(۱۲) وما الحیوٰۃ الدنیا الا لعب ولھو وللدار الاٰخرۃ خیر للذین یتقون افلا تعقلون ۔

"اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ کیا تم نہیں سمجھتے"؟ (۳۲: الانعام)

۱۳۔ انما الحیوٰۃ الدنیا لعب ولھو وان تؤمنوا وتتقوا یؤتکم اجورکم ولا یسئلکم اموالکم ۔

"یہ دنیا کا جینا تو کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو تو وہ تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا اور تم سے تمہارے مال طلب نہیں کرے گا"۔ (۳۶: محمد)

۱۴۔ وما ھٰذہ الحیوٰۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاٰخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون ۔

"اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی"۔ (۶۴: العنکبوت)

۱۵۔ قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ واللہ خیر الرازقین ۔ (۱۱: الجمعۃ)

"آپ کہہ دیجئے کہ جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے

بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی دینے والا ہے"۔ (۶۴: العنکبوت)

ان آیات کا خلاصہ

لہو ولعب سے متعلق یہ چند آیات ہیں جن کا ترجمہ اوپر تحریر کیا گیا۔ ان میں سے اکثر آیات اگرچہ اپنے شانِ نزول کے اعتبار سے کافروں سے متعلق ہیں مگر محض ان آیات کے ترجمہ ہی سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ایک بامقصد زندگی اور کھیل کود پر مبنی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پہلی زندگی اسلام کا مقصود ہے۔ اور دوسری زندگی اسلام کی نگاہ میں مذموم۔ پہلی زندگی عقیدۂ آخرت کے حامل مومنِ کامل کی شکل میں اُجاگر نظر آتی ہے اور خلفائے راشدینؓ وسلف صالحینؒ اس کا بہترین نمونہ ہیں اور دوسری زندگی کفار و فجار کا شعار ہے اور غافل اور مقصد سے عاری افراد کی زندگی اس کا نمونہ نظر آتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام ایک بامقصد زندگی گزارنے پر زور دیتا ہے جس میں زندگی کے قیمتی وقت سے پورا فائدہ اٹھایا گیا ہو۔ اسلام زور دیتا ہے کہ انسان اپنے لمحاتِ زندگی ایسے کاموں میں صرف کرے جس میں دنیا و آخرت کا فائدہ یقینی ہو ورنہ کم از کم دنیا و آخرت کا خسارہ نہ ہوتا ہو۔ اسی لئے قرآن حکیم نے سورۃ المؤمنون میں جہاں کامیاب مومنین کی اعلیٰ صفات ذکر کی ہیں وہاں یہ صفت بھی ذکر کی:

والذین ھم عن اللغو معرضون ۔ (۳: المؤمنون)

ترجمہ:۔ "اور یہ وہ لوگ ہیں جو لغو (یعنی فضول) باتوں سے اعراض کرتے ہیں"۔

اسی طرح سورۃ الفرقان میں اللہ کے خاص بندوں کی صفات ذکر کیں تو ارشاد فرمایا:۔

واذا مروا باللغو مروا کراما ۔ (۷۲: الفرقان)

"یعنی جب یہ لوگ لغو یعنی فضول باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔"

ان سب آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک عقلمند اور مثالی مومن کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ لایعنی، زائد از کار فضول باتوں سے دُور رہتا ہے۔ اسی لئے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

الکیّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من أتبع نفسه هواها وتمنی علی الله۔

"یعنی عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی تیاری کرتا ہے اور عاجز (و بیوقوف) وہ شخص ہے جو خواہشاتِ نفسانی میں مُبتلا رہے اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں بھی رکھتا رہے۔"

(ترمذی، ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ عربی ص۴۵۱)

اور اسی کو ایک حدیث میں "حُسنِ اسلام" سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:-

من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه۔

"یعنی آدمی کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی امور ترک کر دے۔"

(ابن ماجہ، ترمذی، مسند احمد، مؤطا امام مالک بحوالہ مشکوٰۃ عربی) ص۴۱۳

یہ لایعنی امور وہ ہیں جنہیں آیات و احادیث میں لہو، لعب اور لغو کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ مناسب ہو گا کہ ان تینوں الفاظ کی لغوی تشریح بھی نقل کر دی جائے۔

اللھو: ما یشغل الانسان عما یعنیه ویھمه۔ یعنی لہو ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قابلِ توجہ اہم امور سے غافل کر دے۔ (مفردات القرآن راغب)

اللعب: لعب فلان اذا کان فعله غیر قاصد به مقصدا صحیحا۔
یعنی لعب اور کھیل ہر اس کام کو کہا جاتا ہے جو بلا کسی مقصدِ صحیح کے انجام دیا جائے۔

(مفردات القرآن راغب)

اللغو: وھو کل سقط من قول أو فعل فیدخل فیه الغناء واللھو وغیر ذلك مما قاربه۔ یعنی لغو ہر نکمّی (فضول) بات اور ہر نکمّے (فضول) فعل کو کہا جاتا ہے جس میں گانا باجا راگ رنگ وغیرہ سب بیکار باتیں شامل ہیں۔ (القرطبی ص ۸۰ ج ۱۳)

اسلام میں تفریح کی اجازت

اب تک جو آیات و احادیث ذکر کی گئی ہیں ان سے معلوم ہُوا کہ شریعتِ اسلامیہ میں وقت کی حفاظت اور بامقصد زندگی کے قیام کا حکم دیا گیا ہے اور لہو، لعب اور لغو کی ممانعت کی گئی ہے۔

لیکن اس لہو، لعب اور لغو کی ممانعت کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ اسلام میں تفریح کی بھی ممانعت ہے۔ تفریح ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ تفریح جس کے ٹھیک ٹھیک معنی فرحت حاصل کرنے اور جسم و رُوح کو فرحت پہنچانے کے ہیں، وہ اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ شرعاً ایک حد تک مستحسن و مطلوب ہے تاکہ اس تفریح کے ذریعے جسم اور رُوح کا کسل اور طبعی ملال دُور ہو کر دوبارہ طبیعت میں نشاط، چستی، حوصلہ، ہمت اور اُمنگ پیدا ہو اور انسان ایک بار پھر پوری خوشدلی کے ساتھ زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی طرف متوجہ ہو سکے۔ ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ تفریح واقعتاً تفریح ہو۔ یعنی اس سے جسم و روح کو فرحت و مسرت نصیب ہو[1] (وہ لہو، لعب اور لغو حرکت نہ ہو)۔

---

[1] فرحت کے بارے میں علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں: والفرح لذة فی القلب بادراك

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ ۱۴ پر)

ایسی بامقصد تفریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اسوۂ حسنہ سے پوری طرح ثابت ہے۔ آپؐ نے نہ صرف اسے جائز قرار دیا ہے بلکہ اعلیٰ مقاصد کے پیشِ نظر اسے باعثِ اجر و ثواب سمجھا ہے۔ چنانچہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی مسلسل جدّوجہد، علم وعمل، خشیتِ خداوندی، ذکر و فکر الٰہی، جہاد و تبلیغ اور حسنِ عبادت سے آراستہ نظر آتی ہے۔ وہاں آپؐ کے اسوۂ حسنہ میں ہمیں بامقصد کھیل اور وقتاً فوقتاً تفریح کی مثالیں بھی نظر آتی ہیں جو انشاء اللہ آگے تحریر کی جائیں گی۔

چستی اور نشاط کا مطلوب ہونا

اسلام میں بامقصد تفریح کی جو اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اسلام سستی اور کاہلی کو ناپسند کرتا ہے اور چستی اور فرحت کو پسند کرتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صد ۱۳ سے) المحبوب" یعنی محبوب چیز کے پالینے سے جو قلبی لذت نصیب ہوتی ہے اس کا نام فرحت اور خوشی ہے۔ (تفسیر قرطبی صد ۵۴) یہ فرحت اگر اِتراہٹ تک پہنچ جائے تو شرعاً ممنوع ہے۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا: لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ۔ مت اتراؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا (۷۶: سورۃ القصص) اور ایک جگہ فرمایا گیا: اِنَّہٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ: بیشک وہ اترانے والا شیخی خورا ہو جاتا ہے (۱۰: سورۂ ہود) اور اگر یہ فرحت اتراہٹ اور شیخی تک نہ پہنچے بلکہ محض قلبی خوشی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے احساس پر مبنی ہو تو وہ عنداللہ پسندیدہ، مستحسن اور مطلوب ہے۔ چنانچہ ایک جگہ حکم دیا گیا: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا" آپ کہہ دیجئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مہربانی سے ہے تو ان کو اس پر خوش ہونا چاہیئے (۵۸: سورۂ یونس) اور دوسری جگہ جنتیوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ: "خوشی کرتے ہیں اس پر جو اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا۔ (۱۷۰: آل عمران)

ویسے بھی اسلام ایک فطری مذہب ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ نے شریعت عین انسانوں کی مصلحت کے مطابق نازل کی ہے۔ اس لئے شریعت کی تعلیمات اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ مسلمان شریعت کے تمام احکام پر انقباض اور تنگ دلی کے ساتھ عمل کرنے کے بجائے خوشی خوشی اُن پر عمل کرے اور جسم اور روح کے نشاط کے ساتھ زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی جانب متوجہ ہو۔

سستی، تنگ دلی اور ملال کی ناپسندیدگی نیز چستی اور فرحت و نشاط کے مستحسن و مطلوب ہونے کے سلسلہ میں چند آیات و احادیث درج ذیل ہیں:-

۱۔ مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔
"اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی" (۷۸: سورۃ الانبیاء)

۲۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔
"اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا"۔
(۱۸۵: سورۃ البقرۃ)

۳۔ عید کے دن کچھ حبشی ڈھال اور نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر جھجکے۔ آپؐ نے فرمایا: خذوا یا بنی أرفدۃ حتی تعلم الیھود و النصاریٰ أن فی دیننا فسحۃ۔ "اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تاکہ یہود و نصاریٰ کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے"۔ [۱]

---

[۱] ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر، وقال رواہ أبو عبیدۃ فی غریب الحدیث، والخرائطی فی کتابہ اعتلال القلوب عن الشعبی مرسلاً۔ وقال المناوی فی "فیض القدیر" ظاھر صنیع المصنف أنہ لم یقف علیہ مسنداً وإلّا لما عدل لروایتہ مرسلاً۔ وأنہ لم یخرجہ أحد من المشاھیر
(بقیہ حاشیہ اگلے صد ۱۶ پر)

۴۔ اور بعض روایات کے مطابق آپؐ نے اُن سے فرمایا:

الهوا والعبوا فأنى أكره أن يرى فى دينكم غلظة۔

"یعنی کھیلتے کودتے رہو کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہارے دین میں سختی نظر آئے۔" [1]

۵۔ عید کے دن کچھ بچیاں کھیل رہی تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں روکنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا:-

دعهن يا ابابكر فانها أيام عيد لتعلم اليهود أن ديننا فسحة إنى ارسلت بحنيفية سمحة۔

"اے ابوبکر! انہیں چھوڑ دو یہ عید کے دن ہیں تاکہ یہودیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا دین گنجائش والا دین ہے۔ کیونکہ مجھے ایسی شریعت دے کر بھیجا گیا ہے جو افراط و تفریط سے

(بقیہ حاشیہ صد ۱۵ سے) الذين وضع لهما الرهوش، وهو ذهول فقد خرجه أبو نعيم والديلمى من حديث الشعبى عن عائشة قالت مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالذين يدوكون بالمدينة فقال عليهم وكنت أنظر فيما بين اذنيه وهو يقول: "خذوا" الخ قال فجعلوا يقولون أبو القاسم الطيب، أبو القاسم الطيب فجاء عمر فانذعروا۔ قال فى الميزان هذا منكر وله اسناد آخر واه۔

(فيض القدير شرح الجامع الصغير ص ۴۳۶ ج ۳)

[1] ذكره السيوطى فى الجامع الصغير ناقلا عن السنن الكبرى للبيهقى۔

(راجع فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى ص ۱۶۱ ج وكف الرعاع عن محرمات اللهو والسماع لابن حجر الهيثمى ص ۲۷ ج)

یکسو اور آسان تر ہے۔" [1]

۶۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہوا ہے۔

روّحوا القلوب ساعة فساعة۔

"یعنی دلوں کو وقتاً فوقتاً خوش کرتے رہا کرو۔" [2]

۷۔ ایک روایت کے مطابق آپؐ نے ارشاد فرمایا:-

القلب يمل كما تمل الأبدان فاطلبوا لها طرائف الحكمة۔

"یعنی دل اسی طرح اکتانے لگتا ہے جیسے بدن تھک جاتے ہیں تو اس کے لئے حکمت کے راستے تلاش کیا کرو۔" [3]

---

[1] كنز العمال ص ۲۱۴ ج ۱۵۔ رامزا مسند الإمام احمد۔ وفى مسند الإمام احمد عن عائشة أن أبا بكر دخل عليها وعندها جاريتان تضربان بدفين فانتهرهما أبو بكر فقال له النبى صلى الله عليه وسلم دعهن فإن لكل قوم عيدا۔ (ص ۳۳ ج ۶) وايضا فيه عن عائشة رض قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ لتعلم اليهود أن فى ديننا فسحة انى ارسلت بحنيفية سمحة۔

(ص ۱۱۶ ج ۶ مسند الإمام أحمد)

[2] بحواله احكام القرآن للشيخ المفتى محمد شفيع ص ۱۹۵ ج ۳۔ وذكره السيوطى فى الجامع الصغير۔ قال المناوى فى شرحه۔ رواه ابو داؤد فى مراسله عن ابى شهاب مرسلا۔ قال البخارى ويشهد له ما فى مسلم وغيره يا حنظلة ساعة وساعة (فيض القدير ص ۴۱ ج ۴)

[3] بحواله احكام القرآن للشيخ المفتى محمد شفيع رحمة الله عليه (ص ۱۹۵ ج ۳)

۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی صحابی کو مغموم دیکھتے تو دل لگی کے ذریعے اُسے خوش فرماتے تھے [1] اور ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین دیکھا تو اپنا ایک واقعہ سنا کر حضورؐ کو خوش کیا۔[2]

۹۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سرِ مبارک پہ پانی کا اثر تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کو بہت خوش دیکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جی ہاں! راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ مالداری کا ذکر کرنے لگے (کہ وہ اچھی ہے یا بُری)، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل سے ڈرنے والے کے لئے مالدار ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں متقی آدمی کے لئے صحت مالداری سے بہتر ہے اور خوش رہنا تو اللہ تعالےٰ کی خاص نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔[3]

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنِ قوی، کمزور مومن کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب

---

[1] نقل الملّا علی القاری فی شرح حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قال فقلت لہٗ قولنّ شیئًا اضحکُ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قول النووی فی شرح مسلم، فیہ ندب مثل ھذا وان الانسان اذا رأی صاحبہ حزینا ان یحدثہ حتی یضحکُ أو یشغلہ ویطیب نفسہ آھ وفی آداب المریدین للسہروردی عن علی رضی اللہ عنہ أنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیسّر الرجل من اصحابہ اذا رآہ مغمومًا بالمداعبۃ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۳۸ ج ۱۷

[2] راجع تکملۃ فتح الملہم فی شرح صحیح مسلم للشیخ محمد تقی العثمانی ص ۲۷۵ ج ۱۰

ہے۔ باقی خیر دونوں میں ہے۔ نافع چیز کے حریص رہو۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو۔ اور عاجز مت بنا کرو [1]

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ۔

"یعنی اے اللہ مَیں آپ کی پناہ میں آتا ہوں عاجزی سے، سُستی سے، بزدلی سے، کنجوسی سے اور بڑھاپے سے"[2]

یہ روایات ہمیں بتاتی ہیں کہ خندہ روئی چُستی اور نشاط اسلام کی رُو سے پسندیدہ اور تُرش روئی، سُستی، کاہلی ناپسندیدہ صفات ہیں اس لئے مناسب حدود کے اندر مناسب کھیلوں کی شریعت نے اجازت دی ہے جس کی تفصیل آگے تحریر کی جا رہی ہے۔

---

[1] مسند امام احمد۔ دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح مع شرح مرقاۃ المفاتیح (ص ۱۴ ج ۱۰)

[2] مسلم شریف۔ دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح مع شرح مرقاۃ المفاتیح۔ ص ۴۸۔ ج ۱۰۔

[3] مسلم شریف۔ دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح مع شرح مرقاۃ المفاتیح۔ ص ۲۲۵۔ ج ۵۔

پسندیدہ کھیل احادیث کی نظر میں

ترمذی، ابن ماجہ، مسند امام احمد اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ کی معروف حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل شیء یلھو بہ الرجل باطل إلا رمیہ بقوسہ و تادیبہ فرسہ وملاعبتہ امرأتہ فانھن من الحق۔

"یعنی آدمی کا ہر کھیل بیکار ہے سوائے تین کے (۱) تیر اندازی کرنا (۲) گھوڑا سدھانا (۳) اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا۔ کیونکہ یہ تینوں کھیل حق میں سے ہیں" (یعنی کارآمد ہیں)[1]

کنز العمال میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے:۔

ما من شیء تحضرہ الملائکۃ من اللھو إلا ثلاثۃ الرجل مع امرأتہ واجراء الخیل والنضال۔

"یعنی کوئی کھیل ایسا نہیں جس میں رحمت کے فرشتے اُترتے ہوں سوائے تین کے (۱) مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) گھوڑ دوڑ اور (۳)

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب اعداد آلۃ الجھاد ص ۳۳۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

○ رواہ الترمذی فی باب ماجاء فی فضل الرمی فی سبیل اللہ بلفظ کل ما یلھو بہ الرجل المسلم باطل إلا رمیہ بقوسہ و تادیبہ فرسہ وملاعبتہ أھلہ فإنھن من الحق۔ وحسنہ الترمذی۔

○ رواہ ابن ماجہ فی باب الرمی فی سبیل اللہ بلفظ کل ما یلھو بہ المرء المسلم باطل إلا رمیہ بقوسہ و تادیبہ فرسہ وملاعبتہ امرأتہ فإنھن من الحق۔

(باقی حاشیہ اگلے صـ۲۱ پر)

اور تیر اندازی"[2]

(بقیہ حاشیہ صـ۲۰ سے) ○ ورواہ الامام احمد فی حدیث عقبۃ بن عامر الجھنی رضی اللہ عنہ بلفظ کل شیء یلھو بہ الرجل باطل إلا رمیۃ الرجل بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ امرأتہ فإنھن من الحق ومن نسی الرمی بعد ما علمہ فقد کفر الذی علمہ۔

(مسند الإمام أحمد ص ۱۴۴ ج ۴)

○ وفی صحیح البخاری فی کتاب الإستئذان باب کل لھو باطل اذا شغلہ عن طاعۃ اللہ۔

قال ابن حجر: (قولہ کل لھو باطل اذا شغلہ) أی شغل اللاھی بہ (عن طاعۃ اللہ) أی کمن التھی بشیء من الأشیاء مطلقا سواء کان مأذونا فی فعلہ أو منھیا عنہ کمن اشتغل بصلاۃ نافلۃ أو بتلاوۃ أو ذکر أو تفکر فی معانی القرآن مثلا حتی خرج وقت الصلاۃ المفروضۃ عمدا فإنہ یدخل تحت ھذا الضابط۔ واذا کان ھذا فی الأشیاء والمرغب فیھا المطلوب فعلھا فکیف حال مادونھا۔ واول ھذہ الترجمۃ لفظ حدیث أخرجہ أحمد والأربعۃ وصححہ ابن خزیمۃ والحاکم من حدیث عقبۃ بن عامر رفعہ کل ما یلھو بہ المرء المسلم باطل إلا رمیہ بقوسہ و تادیبہ فرسہ وملاعبتہ وکانہ لما لم یکن علی شرط المصنف استعملہ لفظ ترجمۃ واستنبط من المعنی ما قید بہ الحکم المذکور۔ وإنما أطلق علی الرمی أنہ لھو لإمالۃ الرغبات الی تعلیمہ لما فیہ من صورۃ اللھو لکن المقصود من تعلمہ الإعانۃ علی الجھاد وتأدیب الفرس اشارۃ إلی المسابقۃ علیھا وملاعبۃ الأھل للتأنیس ونحوہ وإنما أطلق علی ماعداھا البطلان من طریق المقابلۃ لأن جمیعھا من الباطل المحرم (ص ۹۱ ج ۱۱ فتح الباری۔)

[2] کنز العمال ص ۱۴۲ ج ۱۵ وقال رواہ الحاکم فی الکنی عن ابی ایوب۔

کنز العمال ہی کی ایک اور روایت اور جامع صغیر میں مروی ایک حدیث کے اندر تین کے بجائے چار کھیلوں کا ذکر ہے۔ روایت یہ ہے :-

کل شئی لیس من ذکر اللہ لھو ولعب إلا أن یکون أربعۃ ملاعبۃ الرجل امرأتہ وتادیب الرجل فرسہ ومشی الرجل بین الغرضین وتعلیم الرجل السباحۃ -

"یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہو ولعب ہے سوائے چار کے (i) آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (ii) اپنے گھوڑے کو سدھانا (iii) دو نشانوں (یعنی دو ہدف) کے درمیان (نشانہ بازی کے لئے) چلنا (iv) اور تیراکی (سیکھنا) سکھانا۔[1]

ان مذکورہ احادیث میں جن کھیلوں کا ذکر ہے بعض دوسری روایات میں ان کی کچھ اور تفصیل اور ترغیب بھی آئی ہے نیز بعض دوسری تفریحات کا بھی ذکر ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے ان پسندیدہ کھیلوں اور تفریحات میں سے ہر ایک کے بارے میں مختصراً کچھ روایات اور عبارات ذکر کردی جائیں۔

---

[1] کنز العمال ص ۲۱۱ ج ۱۵۔ والجامع الصغیر مع فیض القدیر ص ۲۳ ج ۵۔ قال المناوی فی فیض القدیر: (ن) من حدیث عطاء بن أبی رباح عن جابر بن عبد اللہ وجابر بن عمیر الأنصاری قال رأیتھما یرمیان فمل أحدھما فجلس فقال الآخر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فذکرہ رمزہ لحسنہ وھو تقصیر فقد قال فی الإصابۃ إسنادہ صحیح فکان حق المصنف أن یرمز لصحتہ - ص ۲۳ ج ۵ ؎

۱- نشانہ بازی

اسلام کا پہلا پسندیدہ کھیل نشانہ بازی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں اُس کے فضائل بیان کئے ہیں اور اس کے سیکھنے کو باعثِ اجر وثواب قرار دیا ہے کیونکہ یہ کھیل جہاں جسم کی پھرتی، اعصاب کی پختگی اور نظر کی تیزی پیدا کرتا ہے وہاں یہ کھیل آڑے وقتوں میں اور خاص طور پر جہاد کے موقعہ پر کافروں کے مقابلہ میں مسلمان نوجوانوں کے خوب کام آتا ہے۔ قرآن حکیم میں باقاعدہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے :-

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ -

"اے مسلمانو! تمہارے بس میں جتنی قوت ہو اُسے کافروں کے لئے تیار کرکے رکھو۔" (سورۃ الانفال)

مسلم شریف کی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس "قوت" کی تفسیر "رمی" سے کی ہے۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ألا ان القوۃ الرمی، ألا إن القوۃ الرمی، ألا إن القوۃ الرمی یعنی خبردار قوت پھینکنا ہے، بے شک قوت پھینکنا ہے۔ بلاشبہ قوت پھینکنا ہے۔"[1]

اس پھینکنے میں جس طرح تیر کا پھینکنا داخل ہے اسی طرح اس لفظ میں گولی نشانہ پر پھینکنا، راکٹ، میزائل، بم کو ٹھیک ٹھیک نشانہ تک پہنچانا بھی داخل ہے اور ان میں سے ہر ایک کی مشق جہاں جسم اور اعصاب کی ریاضت ہے وہاں باعثِ اجر وثواب بھی ہے۔[2]

---

[1] مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۶

[2] دیکھیں بذل المجہود فی حل ابی داؤد ص ۲۲۸ جلد ۱۱ مصنفہ حضرت سہارنپوری قدس سرہ ؎

ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا :۔

"بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی بدولت تین افراد کو جنت میں داخل کر دیتا ہے ایک تیر بنانے والا جبکہ وہ تیر بنانے میں ثواب کی نیت رکھے، دوسرا تیر پھینکنے والا اور تیسرا تیر پکڑانے والا۔ اور اے لوگو! تیر اندازی سیکھو اور سواری کی مشق کرو اور سواری کی مشق سے زیادہ پسندیدہ بات مجھے یہ ہے کہ تم تیر اندازی سیکھو اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر اُسے چھوڑ دیا تو اُس نے کفرانِ نعمت کیا۔ (یعنی اللہ تعالےٰ کی نعمت کی ناقدری کی)۔" [1]

ایک حدیث میں آپؐ کے یہ الفاظ مروی ہیں :۔

"جس نے نشانہ بازی سیکھی اور پھر اُسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں"۔

اور ایک روایت کے مطابق آپؐ نے فرمایا :۔

"اُس نے گناہ کا ارتکاب کیا"۔ [2]

مسلم شریف کی ایک حدیث میں آپ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے :۔

"تم پر رُوم فتح کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں سے کافی ہو جائے گا تب بھی تم میں سے کوئی اپنے تیروں سے کھیلنا نہ بھولے"۔ [3]

ان احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نشانہ بازی کی مشق اسلام کا پسندیدہ کھیل ہے جسے سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سیکھنے کے بعد اس کی مشق جاری

---

[1] سنن دارمی، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۷

[2] مسلم شریف، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۶

[3] ایضاً

رکھنے کی تاکید کی گئی ہے اور سیکھنے کے بعد اسے بھُولنے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ یہ "نشانہ بازی" بھی بامقصد ہو۔ یعنی ان چیزوں کے ذریعہ نشانہ بازی کی مشق کی جائے جو آئندہ چل کر جہاد میں کام آسکے۔ ورنہ بے مقصد نشانہ بازی کو احادیث میں ہی منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کنکریوں سے نشانہ لگا رہا ہے' آپ نے فرمایا کہ کنکر بازی نہ کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن زخمی ہوتا ہے۔ ہاں یہ کنکری کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور کسی کی آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔[1]

اسی بناء پر بے مقصد غلیل بازی کو بھی ناپسند کیا گیا کہ وہ محض فضول حرکت ہے جس کا کوئی صحیح مقصد نہیں۔ کنز العمال میں حکیم بن عباد بن حنیف کی روایت ہے کہ :۔

"جب سازوسامانِ دُنیا کی فراوانی ہوئی اور لوگوں پر موٹاپا چڑھنے لگا تو مدینہ طیبہ میں پہلی بُرائی یہ ظاہر ہوئی کہ لوگوں نے کبوتر بازی اور غلیل بازی شروع کر دی۔ حضرت عثمان غنیؓ کا زمانہ تھا انھوں نے بنولیث سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کو مدینہ منورہ میں بطور عامل مقرر کیا جن کا کام یہ تھا کہ وہ کبوتر کے پر کاٹ دیں اور غلیلیں توڑ دیں"۔ [2]

بہرحال بامقصد نشانہ بازی جو آئندہ چل کر جہاد میں بھی کام دے سکے اسلام

---

[1] متفق علیہ۔ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۵

[2] کنز العمال ص ۲۲۲ ج ۱۵ بحوالہ ابن عساکر۔

کاپسندیدہ کھیل ہے۔ اس مقصد کے لئے بندوق کا شکار بھی پسندیدہ کھیل ہے۔ بشرطیکہ وہ بھی شرعی حدود میں ہو۔

شہسواری کی مشق

اسلام کا دوسرا پسندیدہ کھیل گھڑسواری ہے جو جہاد میں کام آسکے۔ یہ کھیل بھی ایسا ہے کہ اس میں جسم کی پوری ورزش کے ساتھ انسان میں مہارت، ہمت وجرأت اور بلند حوصلگی جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں اور وقت پڑنے پر یہ کھیل جہاد اور سفر میں خوب کام آتا ہے۔ اگرچہ قرآن وحدیث میں بالعموم گھوڑوں کا ذکر آیا ہے مگر بظاہر اس سے ہر وہ سواری مراد ہے جو جہاد میں کام نہ آسکے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:-

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم۔ (۶۰: سورة الانفال)

"اور ان کافروں سے مقابلہ کے لئے جس قدر تم سے ہوسکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس کے ذریعہ سے تم رُعب جمائے رکھو اُن پر جو کہ اللہ کے دُشمن ہیں اور تمہارے دُشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے ان کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔"

اس کی تفسیر میں حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ تفسیر "معارف القرآن" میں لکھتے ہیں:-

"سامانِ جنگ میں سے خصوصیت کے ساتھ گھوڑوں کا ذکر اس لئے کر دیا کہ اس زمانے میں کسی ملک وقوم کے فتح کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر ومفید گھوڑے ہی تھے اور آج بھی بہت سے ایسے مقامات

میں جن کو گھوڑوں کے بغیر فتح نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی میں اللہ تعالےٰ نے برکت رکھ دی ہے۔" [1]

جہاد کے اس اعلیٰ مقصد کے پیش نظر جو گھوڑا پالا جائے، سدھایا جائے اُس پر سواری کی مشق کی جائے اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے:

"جس نے اللہ کے راستے میں گھوڑا باندھ کر رکھا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اسکے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے، تو اس گھوڑے کا تمام آب ودانہ حتیٰ کہ گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے ترازوئے اعمال میں ہوگا۔" [2]

مسلم شریف کی ایک حدیث میں گھوڑوں کے رکھنے کی تین صورتیں ذکر کی گئی ہیں اور ہر ایک کا حکم علیحدہ علیحدہ واضح کر دیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:-

"گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض کے لئے ثواب، بعض کے لئے باعث تحفظ اور بعض کے لئے وبال۔ باعثِ ثواب تو وہ گھوڑے ہیں جنہیں آدمی راہِ خدا میں استعمال کرنے کے لئے تیار رکھتا ہے۔ ایسے گھوڑے اپنے پیٹ میں جو کچھ بھی اُتارتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے عوض مالک کے لئے ثواب لکھ دیتا ہے۔ اگر مالک ان کو سبزہ زار میں چراتا ہے تو جو کچھ گھوڑے کھاتے ہیں اُس کی مقدار کے برابر اللہ

[1] تفسیر معارف القرآن ص ۲۷۲ ج ۴

[2] بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۶

ثواب لکھ دیتا ہے۔ اگر دریا سے اُن کو پانی پلاتا ہے تو پیٹ میں اُترنے والے ہر قطرہ کے عوض اُسے ثواب ملے گا حتیٰ کہ لید اور پیشاب کرنے پر بھی مالک کو ثواب ملے گا۔ اگر یہ گھوڑے ایک یا دو ٹیلوں پر چکر لگائیں گے تو جو قدم اٹھائیں گے ہر ایک قدم پر مالک کے لئے ثواب لکھ دیا جائے گا۔ (ii) اور باعثِ تحفظ وہ گھوڑے ہیں جنہیں آدمی برقراریٔ عزت اور اظہارِ نعمتِ الٰہی کے لئے رکھتا ہے اور گھوڑے کی پُشت اور شکم سے جو حقوق وابستہ ہیں انہیں فراموش نہیں کرتا خواہ تنگی ہو یا فراخی (iii) اور باعثِ وبال وہ گھوڑے ہیں جنہیں مالک نے ریاء غرور، تکبّر اور اترانے کے لئے رکھا ہو ایسے گھوڑے مالک کے لئے وبال ہیں"۔ [۱]

جہاد میں گھوڑوں کی اہمیت پر کتبِ حدیث میں متعدد روایات ملتی ہیں جو بہت سے صفحات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اُن کے مطالعہ سے جہاں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بہ نیتِ جہاد گھوڑوں کا پالنا اور سدھانا باعثِ اجر و ثواب ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑوں کی انواع و اقسام اور اُن کی صفات کا بھی خوب خوب علم تھا۔

ان احادیثِ طیبہ میں اگرچہ گھوڑوں کے فضائل مذکور ہیں مگر (اشتراکِ علت سے اشتراکِ حکم کے پیشِ نظر) جس طرح گھڑ سواری کے فضائل حدیث سے ثابت ہیں، اسی طرح ہر وہ سواری جو جہاد میں کام آتی ہو، اگر اُسے بہ نیتِ جہاد چلانے کی مشق کی جائے تو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہوگی جیسے

۱؎ مسلم شریف، کتاب الزکوٰۃ ص ۶۹ ج ۱ ؎

بمبار اور لڑاکا طیارے [۱]، ہیلی کاپٹر، آبدوز، بحری جہاز، ٹینک، بکتر بند گاڑیاں، جیپ، کار، موٹر سائیکل، سائیکل وغیرہ۔ ان سب سواریوں کی مشق اور ٹریننگ اسلامی نقطۂ نظر سے اسلام کے پسندیدہ کھیلوں میں شمار ہوگی جبکہ جائز اور نیک مقاصد کے لئے انہیں سیکھا اور استعمال کیا جائے۔

تیراکی کی مشق

تیرنے کی مشق بھی وہ بہترین جسمانی ورزش ہے جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے۔ اس سے جہاں جسمانی قویٰ مضبوط ہوتے ہیں اور بوقت ضرورت دوسروں کی جان بچانے میں اس سے کام لیا جاسکتا ہے وہیں جہاد کی تربیت کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ کسی بھی جنگ میں ندی، تیز پہاڑی نالے، دریا عبور کرنا قدرتی امر ہے اور آج کی جنگ میں سمندری ناکوں کو دفاعی نقطۂ نظر سے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے ایک مسلم نوجوان کے لئے تیراکی جہاں تفریحِ طبع اور جسمانی ورزش کا عمدہ ذریعہ ہے وہاں یہ کھیل بوقتِ ضرورت اپنی اور دوسروں کی جان بچانے اور آئندہ جہاد کی بہترین تیاری بھی ہے اس لئے جامع صغیر اور کنز العمال کی روایت میں (جسے ہم چند صفحات پہلے ذکر کر آئے ہیں) اس کھیل کو باعث اجر و ثواب قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جامع صغیر اور کنز العمال ہی کی ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے:-

---

۱؎ یہاں صحیح مسلم کی ایک حدیث شریف کا ذکر مناسب ہوگا۔ آپ نے فرمایا "لوگوں کی زندگیوں میں بہترین زندگی اُس آدمی کی زندگی ہے جس نے اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کے راستہ میں تھام رکھی ہو، اس کی پُشت پر اُڑا جا رہا ہو۔ جب بھی کوئی چیخ یا دہشت کی آواز سُنے اُڑ کر وہاں پہنچتا ہو اور قتل اور موت کی جگہوں میں موت کو تلاش کر رہا ہو۔ (مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۹)

"مومن کا بہترین کھیل تیراکی ہے اور عورت کا بہترین کھیل سُوت کاتنا ہے"۔ [1]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی تیراکی کا مقابلہ ثابت ہے :-

"حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ ہم حالتِ احرام میں تھے (یعنی حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہُوا تھا) کہ مجھے عمر فاروق رضؓ کہنے لگے آؤ! مَیں تمہارے ساتھ غوطہ لگانے کا مقابلہ کروں دیکھیں ہم میں سے کس کا سانس لمبا ہے"۔ [2]

پَیدل دَوڑنا اپنی صحت وقوت کے مطابق ہلکی یا تیز دوڑ وہ بہترین جسمانی ورزش ہے جس کی افادیت پر سارے اطبا، اور ڈاکٹر متفق ہیں۔ جامع صغیر کی گذشتہ حدیث میں اس کا بھی پسندیدہ کھیلوں میں ذکر ہے۔ کیونکہ اس سے وہ سُستی اور کاہلی دُور ہوتی ہے جو اسلام کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ مانگی ہے کیونکہ حضرت انس رضؓ حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم اجمعین سے بخاری و مسلم میں کئی روایت مروی ہیں کہ آپؐ یہ دُعا مانگا کرتے تھے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ من العجز والکسل والجبن والبخل والھرم ۔

"اے اللہ! مَیں آپ کی پناہ میں آتا ہوں عاجزی سے، سُستی سے،

---

[1] کنز العمال ص ۲۱۱ ج ۱۵ اور جامع الصغیر سے فیض القدیر ص ۴۸۸ ج ۳ - قال المناوی وھذا الخبر وان کان سندہ ضعفہ فلہٗ شواھد ۔

[2] عوارف المعارف للسھروردیؒ ص ۱۴۰ - طبع دار المعرفۃ بیروت ۔

بزدلی سے، کنجوسی سے اور بڑھاپے سے"۔ [1]

پیدل دَوڑ سے سُستی کاہلی دُور ہونے کے علاوہ جسم اور قوی مضبوط ہوتے ہیں اور آدمی جہاد و عبادت اور خدمتِ خلق کے لئے تیار ہوتا ہے۔ نیز اُس سے مصنوعی وقار ٹوٹ کر مسلمان کی طبیعت میں فرحت اور کشادہ دلی پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اس پر عمل کرنے میں نہ ہچکچاتے تھے۔

۱۔ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہنسا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں! البتہ اُن کے دلوں میں ایمان پہاڑوں سے کہیں زیادہ عظیم تھا۔ بلال بن سعدؒ کہتے ہیں کہ مَیں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے وہ نشانوں کے درمیان دوڑتے تھے اور بعض، بعض سے دل لگی کرتے تھے، ہنستے تھے۔ ہاں جب رات آجاتی تو راہب بن جاتے تھے"۔ [2]

۲۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ ایک انصاری نوجوان بھی تھا جو پیدل دوڑ میں کبھی کسی سے مات نہ کھاتا تھا۔ وہ راستہ میں کہنے لگا "ہے کوئی جو مدینہ تک مجھ سے دوڑ لگائے؟ ہے کوئی دوڑ لگانے والا" مَیں نے ان سے کہا تم نہ کسی شریف کی عزت کرتے ہو اور نہ کسی شریف آدمی سے ڈرتے ہو۔ وہ پلٹ کر کہنے لگا کہ ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مجھے

---

[1] متفق علیہ۔ دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح ص۲۱۶ باب الاستعاذۃ ۔

[2] مشکوٰۃ المصابیح باب الضحک ص ۴۰۷ وقال ۱۲۰۲/۱۴ البغوی فی شرح السنۃ ۔

کسی کی پرواہ نہیں۔ سلمہؓ بن الاکوع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان صاحب سے دوڑ لگاؤں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے اگر تم چاہو۔ چنانچہ میں نے اُن سے مدینہ تک دوڑ لگائی اور جیت گیا۔" [1]

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت زبیر بن العوام میں دوڑ کا مقابلہ ہُوا۔ حضرت زبیرؓ آگے نکل گئے تو فرمایا ربّ کعبہ کی قسم! میں جیت گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ دوڑ کا مقابلہ ہُوا تو حضرت عمر فاروقؓ آگے نکل گئے تو انہوں نے بھی وہی جملہ دہرایا۔ "ربّ کعبہ کی قسم! میں جیت گیا۔" [2]

میاں بیوی کی باہمی دل لگی

جو احادیث اُوپر گزریں ان میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنا نہ صرف جائز بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے۔ یعنی میاں بیوی دونوں کو ثواب ملتا ہے۔ ازدواجی زندگی کے مختلف پہلو اور پھر اس میں جنسی تعلقات کے بارے میں شریعت نے ہمیں بہت واضح دوٹوک اور تفصیلی ہدایات دی ہیں جن پر ایک مفصّل کتاب لکھی جا سکتی ہے اور اس موضوع پر پہلے سے تفصیلی مواد موجود بھی ہے۔ لیکن یہاں ہم ازدواجی زندگی کے تمام پہلوؤں سے بحث کرنے کے بجائے مختصر طور پر صرف وہ روایات درج کرتے ہیں جن سے ازدواجی زندگی کے صرف ایک اہم پہلو پر روشنی پڑتی ہے اور وہ ہے میاں بیوی کا ایک

---

[1] صحیح مسلم اور مسند احمد، بحوالہ احکام القرآن ص ۱۹۰ ج ۳

[2] کنز العمال ص ۲۲۴ ج ۱۵

دوسرے سے ہنسنا بولنا، ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنا اور ایک دُوسرے سے تفریحِ طبع حاصل کرنا۔

جو روایات یہاں درج کی جا رہی ہیں اُن سے واضح ہو گا کہ اسلام کی نگاہ میں میاں بیوی کے اس حلال جنسی تعلق کی کس قدر اہمیت ہے۔ کیونکہ اس حلال تعلق کی لذت و تسکین مسلمان مرد اور عورت کو حرام کاری و بدنگاہی سے بھی بچاتی ہے اور اُسے دُنیا اور آخرت کے اعلیٰ وارفع مقاصد کی جدّوجُہد کے لئے بھی تیار کرتی ہے۔ مسلمان میاں بیوی جب حرام کاری اور بدنگاہی سے بچنے، سکون حاصل کرنے، جی بہلانے، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے، ایک دوسرے کو خوش کرنے یا صالح اولاد حاصل کرنے کی نیّت سے جب ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے ہیں تو ان کا یہ فعل عام حیوانی فعل کے بجائے حقّ، صدقہ اور عبادت کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس پر دونوں کے لئے اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔

۱۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۔ (۲۱ : سورۃ روم)

"اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہارے لئے تمہاری نوعِ انسانی ہی میں سے بیویاں بنائیں تاکہ تمہیں اُن کے پاس سکون ملے اور اللہ کریم نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبّت اور ہمدردی پیدا کی اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔"

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ :۔

"یعنی ان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تمہیں ان کے پاس پہنچ کر سکون ملے مرد کی جتنی ضروریات عورت سے متعلق ہیں ان سب میں غور کیجئے تو ان سب کا حاصل سکونِ قلب اور راحت و اطمینان نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان صرف شرعی اور قانونی تعلق نہیں رکھا بلکہ اُن کے مابین مودّت اور رحمت پیوست کر دی"۔[1]

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرّہٗ اپنے ایک طویل ملفوظ "نصرۃ النساء" میں یہ آیت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :۔

"حاصل یہ ہے کہ عورتیں اس واسطے بنائی گئی ہیں کہ اُن سے تمہارے قلب کو سکون ہو، قرار ہو، جی بہلے، تو بیویاں جی بہلانے کے واسطے ہیں نہ کہ روٹیاں پکانے کے واسطے۔ اور آگے جو قرآن نے فرمایا کہ تمہارے درمیان، محبت و ہمدردی پیدا کر دی۔ مَیں کہا کرتا ہوں کہ مودّت یعنی محبت کا زمانہ تو جوانی کا زمانہ ہے اُس وقت جانبین میں جوش ہوتا ہے اور ہمدردی کا زمانہ ضعیفی کا ہے"۔[2]

۲۔ جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ کے حوالوں سے وہ معروف حدیث پہلے گزر چکی ہے[3] جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو کھیل بھی انسان کھیلتا ہے سب بیکار ہے سوائے تین کے نشانہ بازی، گھوڑ سواری اور مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا کہ یہ تینوں کھیل حق میں سے ہیں، (یعنی کار آمد ہیں)"۔

---

[1] تفسیر معارف القرآن ص ۳۶، ج ۶

[2] حقوق الزوجین (مجموعہ مواعظ) از حضرت تھانویؒ ص ۱۵۵

[3] دیکھیں ص ۲۰

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک بیوہ سے شادی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے وجہ پوچھتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

"تم نے کنواری سے کیوں شادی نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی، اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے اور وہ تم سے ہنسی مذاق کرتی"۔[1]

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

"بے شک جب مرد اپنی بیوی کو محبت سے دیکھتا ہے اور بیوی محبت سے شوہر کو دیکھتی ہے تو اللہ تعالےٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور جب مرد اپنی بیوی کا محبت سے ہاتھ تھامتا ہے تو دونوں کی انگلیوں کے درمیان سے گناہ جھڑنے لگتے ہیں"۔[2]

۵۔ کنز العمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے :۔

"اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ کھیلے۔ اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دونوں کو ثواب عطا فرماتے ہیں

---

[1] یہ مشہور حدیث ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ بخاریؔ و مسلمؔ کے متعدد مواقع کے علاوہ ابو داؤدؔ، ترمذیؔ، ابن ماجہؔ، نسائیؔ، دارمیؔ اور مسند احمد وغیرہ میں بھی مذکور ہے: وفی روایۃ الطبرانیؔ: و تعضّہا و تعضک راجع لجمیع الروایات الی تکملۃ فتح الملہم لشرح صحیح الامام مسلم للشیخ محمد تقی العثمانی ص ۱۱۶ ج ۱

[2] کنز العمال ص ۲۴۷/۱۶ ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر و رمز الی کون الحدیث صحیحًا قال المناوی فی شرح: رواہ میسرۃ بن علی فی شیختہ المشہورۃ والرافعی امام الدین عبد الکبیر القزوینی فی تاریخہ ای تاریخ قزوین ص ۲۳۳/۲ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر۔

اور اسی وجہ سے دونوں کو رزقِ حلال عطا فرماتے ہیں"۔ [1]

۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"مومن کا معاملہ عجیب ہے اگر اُسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا اور شکر ادا کرتا ہے اور اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا اور صبر کرتا ہے، تو مومن کو اس کے ہر کام میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ میں بھی ثواب ہے جو شوہر اُٹھا کر اپنی بیوی کے مُنہ میں رکھے"۔ [2]

۷۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"ہر تسبیح پر یعنی سبحان اللہ کہنے پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے، الحمد للہ کہنا اللہ اکبر کہنا، لا الٰہ الا اللہ کہنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، ان میں سے ہر ایک پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اپنی بیوی کے ساتھ جماع میں بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرانی سے پوچھا یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی اگر اپنی شہوت بیوی سے پوری کرے تو کیا اُسے ثواب ملتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی اپنی شہوت حرام سے پوری کرتا تو گناہ نہ ہوتا؟

---

[1] سند کی تحقیق نہیں ہو سکی البتہ صاحب کنز العمال نے یہ روایت کامل ابن عدی اور ابن لال کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

[2] السنن الکبریٰ للبیہقی، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۱

بس اسی طرح اگر وہ اپنی شہوت حلال سے پُوری کرے گا تو ثواب ملے گا"۔ [1]

۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے جبکہ کچھ حبشی نیزوں کے ساتھ مسجد (کے باہر صحن) میں نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھے چھپا رہے تھے اور میں آپؐ کے کان اور کندھوں کے درمیان سے حبشیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی۔ آپؐ میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود ہی واپس ہوئی۔ اب خود اندازہ کرو کہ کھیل کُود کی شوقین ایک کم عمر لڑکی کتنی دیر تک دیکھتی رہی ہو گی"۔ [2]

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ میں نے آپ سے دوڑ لگائی اور آگے نکل گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر ایک سفر میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوڑ لگائی [3]۔ اب میرے جسم پر کچھ گوشت چڑھ گیا تھا تو آپؐ مجھ سے آگے نکل گئے اور آپؐ نے فرمایا، یہ اس کے بدلہ میں ہے [4]

---

[1] مسلم شریف، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۸

[2] متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۰ و مسند امام احمد ص ۸۴ ج ۶

[3] یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ دونوں مرتبہ کا یہ واقعہ سفر میں پیش آیا جبکہ قافلہ حضورؐ کے حکم سے آگے جا چکا تھا اور آپ دونوں کے علاوہ وہاں کوئی تیسرا آدمی موجود نہیں تھا۔ اس واقعہ سے وہ لوگ استدلال نہیں کر سکتے جو صبح شام اپنی بے پردہ بیویوں کے ہمراہ شہر کی سڑکوں یا پارکوں میں "واکنگ" یا "جوگنگ" کرتے نظر آتے ہیں۔ [4] سنن ابی داؤد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۱ و مسند احمد ج ۶ ص ۳۹ و ص ۲۶۴

۱۰- ایک بار حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عرب کی گیارہ عورتوں اور اُن کے شوہروں کا قصہ سنایا۔ یہ تفصیلی قصہ حدیث کی کتابوں میں "حدیث اُمّ زرع" کے نام سے معروف ہے ۔[1]

۱۱- ابراہیم تیمیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو اپنے گھر والوں میں بچّہ کی مانند رہنا چاہیئے۔ہاں کام کا وقت ہو تو پورا مرد نظر آئے ۔[2]

جو احادیث اُوپر تحریر کی گئیں اُن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کی محبّت اور اُن کے مابین صحیح تعلق کی اسلام میں نگاہ میں کیا قیمت ہے ؟ یہ احادیث جہاں اُن لوگوں کے لئے باعثِ تنبیہ ہیں جو اپنی بیویوں کو گھر چھوڑ کر بازاروں، پارکوں میں بدنگاہی کرتے اور حرام تعلّقات میں مُبتلا ہو کر جہنم کی آگ خریدتے ہیں وہاں ان احادیث میں دیندار مرد اور دیندار خواتین کے لئے بھی بڑی نصیحت ہے جو اِن حلال تعلقات میں بیجا شرم سے کام لے کر ازدواجی سکون کو اپنے ہاتھوں تباہ کرتے ہیں۔

البتّہ یہ امر طے شدہ ہے کہ میاں بیوی کا یہ گہرا تعلق کسی بھی حال میں حقوق اللہ اور دیگر حقوق العباد سے غفلت کا باعث نہیں بننا چاہیئے اور یہ جائز اور باعثِ ثواب کھیل، کھیل ہی کے درجہ میں رہنا چاہیئے زندگی کا مقصود نہیں بننا چاہیئے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ کھیل یا میاں بیوی کا تعلق زندگی کے اعلیٰ ترین مقاصد و فرائض، نماز، روزہ، حج و جہاد، دعوت و تبلیغ کی راہ میں بہرحال

---

[1] بخاری، مسلم، مسند احمد بحوالہ جمع الفوائد ص ۳۹۵ ج ۱

[2] کنز العمال ص ۵۰۳ ج ۱۶،

رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے۔ کیونکہ افراط و تفریط سے بچ کر صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا ہی ایک مومن کی اصل کامیابی ہے۔

وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

تنبیہ افراط و تفریط سے بچنے کے لئے اس موقع پر دو باتیں اور ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔

اوّل یہ کہ محبّت اور حُسن سلوک کے معنی اطاعت کے نہیں ہیں۔ اس لئے بیوی کے ساتھ محبّت رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی اپنی بیوی کی ہر بات میں اطاعت شروع کر دے اس لئے کہ مختلف احادیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے صراحتاً منع فرمایا ہے[1] ہاں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر جائز کام میں بقدر استطاعت اپنے شوہروں کی مکمل اطاعت کریں اگرچہ مَردوں کے حکم کی وجہ اُن کی سمجھ میں نہ آئے[2]

دوم یہ کہ مرد کے ذمّہ اپنی بیوی کے ساتھ کھیل کے علاوہ شرعاً اور بھی کچھ حق ہیں۔ مثلاً کچھ حق وہ ہیں جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو دیئے

---

[1] لن یفلح قوم ولوا امرهم امرأة۔ بخاری، مشکوٰۃ ص ۳۲۱ ۔ وامورکم الی نسائکم فبطن الارض خیرٌ لکم من ظهرها۔ ترمذی ۔ مشکوٰۃ ص ۴۵۹ ۔ هلکت الرجال حین اطاعت النساء جامع صغیر، قال المناوی وقد رواه العسکری عن عمرؓ خالفوا النساء فان فی خلافهن البرکة ورویٰ العسکری عن معاویةؓ عودوا النساء "لا" فانها ضعیفة وان اطعتها أهلکتك، فیض القدیر ص ۳۵۶ ج ۶ ۔

[2] ولو امرها أن تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لها ان تفعل مسند أحمد۔ مشکوٰۃ ص ۲۸۳ ۔

نصیحتیں کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا :۔

وَأنفق علی عیالك من طولك وَلَا ترفع عنهم عصاك ادبا وأخفهم فی اللہ۔

"یعنی اپنی وسعت کے مطابق اپنے گھروالوں پر خرچ کیا کرو ان کو ادب سکھانے کے لئے اپنی لاٹھی اُن سے دُور نہ رکھا کرو اور ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہا کرو۔" [۱]

تفریح طبع کے لئے فرصت میں اچھے شعر سُننا سنانا

۱۔ حضرت عمرو بن الشرید اپنے والد حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سواری پر بیٹھا چلا جا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا "کیا تمہیں اُمیہ بن ابی الصلت کے اشعار یاد ہیں؟" میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا "سناؤ" میں نے ایک شعر سنایا۔ آپ نے فرمایا: "اور" میں نے ایک اور شعر سنایا۔ آپ نے فرمایا: "اور کچھ" یہاں تک کہ اسی طرح میں نے آپ کو سو شعر سُنائے [۲]

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے مٹی منتقل کر رہے تھے۔ آپ کا پیٹ مٹی سے اٹا ہُوا تھا اور زبانِ مبارک پر یہ شعر تھے

وَاللہِ لَوْلَا اللہُ مَا اهْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

---

[۱] مسند احمد۔ مشکوٰۃ ص ۱۸

[۲] مسلم شریف۔ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۹

فَأَنْزِلَنْ سَکِیْنَةً عَلَیْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَیْنَا

إِنَّ الْأُوْلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَیْنَا

ترجمہ :۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ کی ذات نے رہنمائی نہ کی ہوتی تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے۔ اے اللہ! ہم پر سکینت نازل فرما اور کافروں سے جنگ میں ہمیں ثابت قدم فرما۔ ان کافرین نے ہم پر چڑھائی کی ہے۔ اگر یہ لوگ ہمیں فتنوں میں مُبتلا کرنے کی کوشش کریں گے (یعنی اسلام سے پھیرنے کی)، تو ہم انکار کر دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان اشعار کے آخر میں "أَبَیْنَا" (ہم انکار کریں گے) پر پہنچتے تو آواز بلند کر کے فرماتے : "أَبَیْنَا! أَبَیْنَا" [۱]

۳۔ خوات بن جبیر فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک قافلہ میں حج کے لئے روانہ ہُوئے جن میں حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف [۲] بھی شامل تھے۔ راستہ میں لوگوں نے فرمائش کی کہ اے خوات کچھ اشعار ترنم سے سناؤ۔ میں نے اشعار سنائے۔ کچھ لوگوں نے فرمائش کی کہ ضرار (شاعر) کے اشعار سناؤ۔ حضرت عمر فاروقؓ بولے خوات کو اپنے دل کی آواز (یعنی اپنے اشعار) سُنانے دو۔ چنانچہ میں ساری رات اشعار سُناتا رہا۔ یہاں تک کہ صُبح ہونے لگی تو حضرت عمر فاروقؓ بولے۔ اے خوات اب اپنی زبان روک لو کیونکہ اب صُبح ہو رہی ہے۔ [۳]

---

[۱] متفق علیہ۔ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۹۔

[۲] من العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

[۳] کنز العمال ج ۳ ص ۲۲۸ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۲۴ ۔ کتاب الشہادات

۴ - حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن و حدیث کے علوم میں طویل عرصہ تک منہمک رہتے پھر تفریح طبع کے لئے اپنے ساتھیوں سے فرماتے "آؤ منہ کا ذائقہ تبدیل کریں" چنانچہ اخبار و اشعار کا تذکرہ کر کے نشاط حاصل کرتے۔[1]

۵ - ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ بن ابی رباح سے اشعار پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اگر اشعار فحش نہ ہوں تو میں اُن کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا"۔[2]

ان روایات سے معلوم ہُوا کہ فرصت کے لمحات میں (مثلاً سفر وغیرہ میں) اگر اچھے اشعار کے ذریعے تفریح طبع حاصل کی جائے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے[3] بلکہ تفریح طبع کے لئے مناسب سفر کی بھی شرعاً گنجائش ہے۔[4]

---

[1] احکام القرآن از حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب ص ۱۹۵ ج ۳

[2] السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۲۵ ج ۱۰۔

[3] فی الفتاویٰ الھندیۃ ، ومنھم من قال یجوز التغنی لدفع الوحشۃ اذا کان وحدہ ولا یکون علی سبیل اللھو والیہ مال شمس الائمۃ السرخسیؒ۔ انشاد ما ھو مباح من الاشعار لا بأس بہ۔ واذا کان فی الشعر صفۃ المرأۃ ان کانت امرأۃ بعینھا وھی حیۃ یکرہ وان کانت میتۃ لا یکرہ وان کانت امرأۃ مرسلۃ لا یکرہ - ص ۳۵۱ ج ۵۔

[4] رفیق سفر از حضرت مفتی محمد شفیعؒ

مذکورہ کھیلوں کے علاوہ باقی کھیلوں کا شرعی حکم

یہ تو چند وہ کھیل تھے جن کا احادیث و آثار میں باقاعدہ ذکر آیا ہے۔ حدودِ شرعیہ کو قائم رکھتے ہُوئے ان کھیلوں کے جواز میں تو کوئی شُبہ نہیں مگر ان کے علاوہ باقی کھیلوں کا شرعی حکم کیا ہے ؟ ان کے بارے میں درج ذیل تفصیل معلوم ہوتی ہے :-

۱ - جن کھیلوں کی احادیث و آثار میں صریح ممانعت آگئی ہے وہ ناجائز ہیں جیسے نرد، شطرنج، کبوتر بازی اور جانوروں کو لڑانا (وغیرہ)

۲ - جو کھیل کسی حرام و معصیت پر مشتمل ہوں وہ اس معصیت یا حرام کی وجہ سے ناجائز ہوں گے۔ اُن کی کئی صورتیں ممکن ہیں۔ مثلاً کسی کھیل میں ستر کھولا جائے یا اس کھیل میں جُوا کھیلا جا رہا ہو یا اس میں مرد و زن کا مخلوط اجتماع ہو۔ یا اس میں موسیقی کا اہتمام کیا گیا ہو یا اس کھیل میں کفار کی نقالی کی جا رہی ہو۔

۳ - جو کھیل فرائض اور حقوق واجبہ سے غافل کرنے والے ہوں وہ بھی ناجائز ہوں گے۔ کیونکہ جو چیز بھی انسان کو اس کے فرائض اور حقوق واجبہ سے غافل کرنے والی ہو وہ "لہو" میں داخل ہو کر ناجائز ہے۔[1]

---

[1] امام بخاریؒ نے کتاب الاستئذان (صحیح بخاری) میں باب قائم فرمایا ہے: کل لھو باطل اذا شغلہ عن طاعۃ اللہ - یعنی ہر لہو جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کر دے تو وہ باطل ہے یعنی گناہ ہے"۔ حافظ ابن حجرؒ اس کی شرح کرتے ہُوئے لکھتے ہیں: اس کی

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۴۔ جس کھیل کا کوئی مقصد نہ ہو، بلا مقصد محض وقت گزاری کے لئے کھیلا جائے وہ بھی ناجائز ہو گا۔ کیونکہ یہ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو ایک "لغو" کام میں ضائع کرنا ہے۔[۱]

(بقیہ حاشیہ ص ۴۳ سے آگے)

صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بھی چیز میں ایسی مشغولیت اختیار کرے جس سے (فرائض سے) غفلت پیدا ہو جائے خواہ وہ چیز شرعاً جائز ہو یا ناجائز۔ مثلاً کوئی شخص عمداً نفل نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر اللہ یا قرآن کے معانی میں غور و فکر کے اندر اس طرح مشغول رہا کہ فرض نماز کا وقت نکل گیا تو وہ بھی اس ضابطہ کے تحت داخل ہے (یعنی ایسی صورت میں یہ نفل عبادت بھی لہو میں داخل ہو گی۔ کیونکہ اُس نے فرض نماز سے غافل کر دیا ہے) جب نفلی عبادت کا یہ حال ہے جن کے فضائل وارد ہیں اور جو شرعاً مطلوب بھی ہوتی ہیں تو پھر اس سے کم درجہ کی اشیاء کا کیا حکم ہو گا؟ (یعنی جائز اشیاء تو بطریق اولیٰ ناجائز ہوں گی جبکہ وہ انسان کو حقوق و فرائض کی ادائیگی سے غافل کر دیں"۔

(فتح الباری ص ۹۱ جلد ۱۱)

[۱] قال العلامة الکاسانی فی کتاب السباق: وأما شرائط جوازہ فأنواع منہا أن یکون فی الأنواع الاربعة الحافر والخف والنصل والقدم لا فی غیرہا لما روی انہ علیہ الصلوٰة والسلام قال لا سبق الا فی خف أو حافر أو نصال الا أنہ زید علیہ السبق فی القدم بحدیث سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا ففیما وراءہ بقی علی اصل النفی ولأنہ لعب واللعب حرام فی الأصل إلّا أن اللعب بہذہ الأشیاء صار مستثنی من التحریم شرعاً لقولہ علیہ الصلوٰة والسلام کل لعب حرام الا ملاعبة الرجل امرأتہ وقوسہ وفرسہ۔ حرم علیہ الصلوٰة والسلام کل لعب واستثنی الملاعبة بہذہ

(بقیہ حاشیہ اگلے ص ۴۵ پر)

قرآن حکیم میں کامیاب مومنین کی تعریف کرتے ہوئے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ

"اور یہ وہ لوگ ہیں جو لغو یعنی فضول باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں"۔

(سورة المومنون: ۳)

البتہ وہ کھیل جو ان مذکورہ بالا خرابیوں سے خالی ہوں ان کے کھیلنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ فقہائے کرام اور محدثین رحمہم اللہ کی عبارات سے واضح ہے جو آگے پیش کی جا رہی ہیں۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۴ سے آگے) الأشیاء المخصوصة فبقیت الملاعبة بما وراءہا علی اصل التحریم اذ الاستثناء تکلم بالباقی بعد الثنیا... فصارت ہذہ الأنواع مستثناة من التحریم فبقی ما وراءہا علی اصل الحرمة ولأن الاستثناء یحتمل أن یکون لمعنی لا یوجد فی غیرہا وہو الریاضة والاستعداد لأسباب الجہاد فی الجملة فکانت لعباً صورة ورياضة وتعلم اسباب الجہاد فیکون جائزاً اذا استجمع شرائط الجواز۔ ولئن کان لعباً لکن اللعب اذا تعلقت بہ عاقبة حمیدة لا یکون حراماً۔ ولہذا استثنی ملاعبة الأہل لتعلق عاقبة حمیدة بہا۔ (بدائع الصنائع ص ۲۰۶ ج ۶)

فقہائے کرامؒ اور محدثین رحمہم اللہ کی چند عبارات

سابقہ احادیث کی شرح کرتے ہوئے (جنہیں ہم "پسندیدہ کھیل" کے عنوان کے تحت درج کر آئے ہیں) مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں :-

"حدیث میں ذکر کردہ کھیلوں ہی میں ہر وہ کھیل داخل ہے جو علم و عمل کے لئے معاون بنتا ہو اور فی نفسہٖ جائز کاموں میں اس کا شمار ہو۔ جیسا کہ پیدل دوڑ، گھوڑ دوڑ، اونٹوں کی دوڑ یا بدن کی تقویت اور دماغ کی تراوٹ کے ارادہ سے چہل قدمی وغیرہ" [1]

علامہ ابن عربی مالکیؒ اپنی شرحِ ترمذی میں لکھتے ہیں :-

"یہ حدیث اپنی قوت کے ساتھ دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ کھیل جس کا نفع یقینی ہو یا دشمن کے مقابلہ میں ٹریننگ کا کام دیتا ہو وہ حدیث میں ذکر کردہ کھیلوں کی طرح ہے۔ جیسے نیزہ بازی، ڈھال کی مشق یا پیدل دوڑ کا مقابلہ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ دوڑ لگائی" [2]

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہٗ العزیز شرح ابوداؤد میں لکھتے ہیں :-

[1] مرقاۃ المفاتیح ص ۳۱۸ ج ۷

[2] عارضۃ الاحوزی ص ۱۳۲ ج ۷

"وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو صرف تیر اندازی تھی اب تیر اندازی کے حکم میں بلکہ تیر اندازی کے بجائے وہ جدید آلاتِ حرب شمار ہوں گے جو ہمارے زمانہ میں استعمال کئے جاتے ہیں جیسے بندوق اور توپ کا نشانہ وغیرہ۔ امام نوویؒ کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں نشانہ بازی تیر اندازی اور جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے اُن کی طرف توجہ دینے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ یہی حکم ہے نیزہ بازی اور تمام انواع و اقسام کے ہتھیاروں کے استعمال اور گھوڑ دوڑ وغیرہ کا جن کا بیان اُوپر گزر چکا۔ اور ان سب کھیلوں کی اجازت اس لئے ہے کہ ان سے جہاد کی تربیت، آلاتِ جہاد کی مشق اور اس میں مہارت اور اعضاء کی ورزش کا مقصد حاصل ہوتا ہے" [1]

علامہ خطابیؒ معالم السنن میں لکھتے ہیں :-

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھیلوں کی باقی سب قسمیں ممنوع ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان مذکورہ کھیلوں کی اجازت دی ہے اس لئے کہ ان میں سے ہر کھیل میں اگر آپ غور کریں گے تو یا تو وہ حق (یعنی نیک کام) کے لئے معاون ہے یا اس کا ذریعہ ہے۔ البتہ ان کھیلوں کے حکم میں وہ کھیل بھی داخل ہیں جن کے ذریعے انسان کی جسمانی ورزش ہوتی ہو تاکہ اُن کے ذریعے بدن مضبوط ہو سکے اور دشمن سے مقابلہ کی قوت حاصل ہو۔ جیسے ہتھیاروں کا مقابلہ اور پیدل دوڑ وغیرہ۔ باقی رہے وہ طرح طرح کے کھیل جنہیں بیکار لوگ

[1] بذل المجہود ص ۴۲۸ ج ۱۱

کھیلتے ہیں مثلاً شطرنج، نرد، کبوتر بازی اور دیگر بے مقصد کھیل وہ سب ممنوع ہیں۔ کیونکہ اُن سے نہ کسی نیک کام میں مدد ملتی ہے اور نہ کسی واجب کی ادائیگی کے لئے فرحت کا سامان حاصل ہوتا ہے"۔ ؎۱

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف احکام القرآن عربی میں مندرجہ رسالہ "السعی الحثیث فی تفسیر لھو الحدیث" میں روایاتِ حدیث اور عباراتِ فقہاء کا خلاصہ درج ذیل عبارت میں ارشاد فرمایا:۔

"سلف وخلف میں سے کوئی عالم اس بات کا قائل نہیں کہ کھیل کود علی الاطلاق جائز ہے۔ روایاتِ حدیث یا تو مطلقاً کھیل کود کو ممنوع قرار دیتی ہیں یا چند کو مُباح قرار دے کر باقی کو ممنوع قرار دیتی ہیں۔ اور اگر آپ ان جائز کھیلوں کا بنظر غائر جائزہ لیں جنہیں شریعت نے ممنوع کھیلوں میں سے مستثنیٰ کر کے جائز قرار دیا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ حقیقتاً یہ کھیل "لہو" میں داخل ہی نہیں۔ انہیں صرف ہمشکل ہونے کی وجہ سے لہو فرما دیا گیا ہے جیسا کہ اصحابُ السُنن نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے "لیس من اللھو ثلاث" الحدیث یعنی یہ تین کھیل نشانہ بازی، گھوڑے کو سدھانا اور اپنی بیوی کے ہمراہ کھیلنا) لہو میں سے نہیں ہیں۔ ویسے یہ کھیل لہو میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں جبکہ لہو میں یہ مفہوم لازمی ہے کہ وہ بیکار کی مشغولیت ہو

؎۱ تہذیب الامام ابن قیم ص ۳۲۱ ج ۳ بہامش مختصر سنن ابی داؤد للمنذری والخطابی ؂

جس کی نہ کوئی صحیح غرض ہو اور نہ صحیح مقصد۔ جبکہ حدیث میں ذکر کردہ یہ مباح کھیل ایسے اغراض ومنافع کے لئے کھیلے جاتے ہیں جن کا حصول اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لئے فقہاء نے یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ یہ جائز کھیل بھی اُسی وقت تک جائز ہیں جبکہ ان کا مقصد اور ان کی غرض صحیح ہو، ورنہ اگر مقصد محض کھیل برائے کھیل ہو تو یہ مباح کھیل بھی جائز نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کشتی، تیراکی، دوڑ، نشانہ بازی محض لہو ولعب کی نیت سے کرے تو یہ بھی مکروہ ہوں گے"۔ ؎۱

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ نے یہی مسئلہ تفسیر "معارف القرآن" میں درج ذیل الفاظ میں نقل فرمایا:۔

"اُوپر یہ بات تفصیل سے آچکی ہے کہ مذموم اور ممنوع وہ لہو اور کھیل ہے جس میں کوئی دینی یا دُنیوی فائدہ نہیں۔ جو کھیل بدن کی ورزش، صحت اور تندرستی باقی رکھنے کے لئے یا کسی دوسری دینی دنیوی ضرورت کے لئے یا کم از کم طبیعت کا تکان دُور کرنے کے لئے ہوں اور ان میں غلو نہ کیا جائے کہ انہی کو مشغلہ بنالیا جائے اور ضروری کاموں میں ان سے حرج پڑنے لگے تو ایسے کھیل شرعاً مباح اور دینی ضرورت کی نیت سے ہوں تو ثواب بھی ہے"۔

پھر جائز تفریح کی کئی مثالیں تحریر کرنے کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:۔

"ایک حدیث میں ارشاد ہے: رَوِّحوا القلوب ساعةً فساعةً أخرجه

؎۱ "احکام القرآن" عربی، ص ۱۹۲ ج ۳

ابوداؤد فی مراسیلہ عن ابن شہاب مرسلاً۔ یعنی تم اپنے قلوب
کو کبھی کبھی آرام دیا کرو جس سے قلب و دماغ کی تفریح اور اس کے
لئے کچھ وقت نکالنے کا جواز ثابت ہوا۔ شرط ان سب چیزوں میں
یہ ہے کہ نیت ان مقاصد صحیحہ کی ہو جو ان کھیلوں میں پائے جاتے ہیں،
کھیل برائے کھیل مقصد نہ ہو اور وہ بھی بقدر ضرورت رہے اس
میں توسع اور غلو نہ ہو اور وجہ ان سب کھیلوں کے جواز کی وہی ہے
کہ درحقیقت یہ کھیل جب اپنی حد کے اندر رہیں تو لہو کی تعریف میں
داخل ہی نہیں۔ اس کے ساتھ بعض کھیل ایسے بھی ہیں جن کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر منع فرما دیا ہے۔ اگرچہ ان میں کچھ
فوائد بھی بتلائے جائیں۔ مثلاً شطرنج، چوسر وغیرہ اگر ان کے ساتھ
ہار جیت اور مال کا لین دین بھی ہو تو یہ جُوا اور قطعی حرام ہیں اور
یہ نہ ہو محض دل بہلانے کے لئے کھیلے جائیں تب بھی ان کو حدیث
میں منع فرمایا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نردشیر یعنی چوسر کھیلتا
ہے وہ ایسا ہے جیسے اُس نے ہاتھ خنزیر کے خون میں رنگے ہوں
اسی طرح ایک روایت میں شطرنج کھیلنے والے پر لعنت کے الفاظ
آئے ہیں (عقیل فی الضعفاء عن ابی ہریرۃؓ کذا فی نصب الرایۃ)
اسی طرح کبوتر بازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز
قرار دیا۔ (ابوداؤد فی المراسیل عن شہیح کذا
فی الکنز) ان کی ممانعت کی ظاہری وجہ یہ ہے کہ عموماً ان
میں مشغولیت ایسی ہوتی ہے کہ آدمی کو ضروری کام یہاں تک کہ

نماز اور دوسری عبادت سے بھی غافل کر دیتی ہے۔" [1]

کھیلوں کے بارے میں ایک اصولی فتویٰ

مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
قدس سرہ نے اپنے ایک فتویٰ میں قرآنی آیات، احادیث طیبہ اور فقہاء کی
عبارات کے پیش نظر جو اصول تحریر فرمایا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے۔ حضرتؒ کے
اس فتویٰ میں اولاً شامی کی عبارات درج کی گئی ہیں پھر فتویٰ تحریر
کیا گیا ہے:-

رد قال فی الدر المختار من الکراھیۃ وکرہ کل لھو لقولہ علیہ السلام
کل لھو المسلم حرام إلا ثلاثۃ ملاعبتہ اھلہ و تأدیبہ
فرسہ و مناضلتہ بقوسہ قال الشامی أی کل لعب و عبث
الی قولہ والمزمار والصنج والبوق فإنھا کلہ مکروھۃ
لأنہا زی الکفار۔ (شامی) [2]

قال الشامی: وفی القھستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان
یرید الفروسیۃ جاز و عن الجواھر قد جاء الأثر فی رخصۃ
المصارعۃ لتحصیل القدرۃ علی المقاتلۃ دون التلھی
فإنہ مکروہ۔ [3]

قال فی الدر: والمصارعۃ لیست ببدعۃ الا للتلھی فتکرہ

---

[1] تفسیر معارف القرآن ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، جلد ہفتم
[2] رد المحتار للشامی ص ۳۹۵ ج ۶ طبع جدید۔
[3] شامی ص ۴۰۳ ج ۶ طبع جدید

قال الشامی قد مناعن القهستانی جواز اللعب بالصولجان وهو الکرۃ بالفروسیۃ وفی جواز المسابقۃ بالطیر عند نا نظر وکذا فی جواز معرفۃ ما فی الید واللعب بالخاتم فانه لهو مجرد وأما المسابقۃ بالبقر او لسفن والسباحۃ فظاهر کلامهم الجواز ورمی البندق والحجر کالرمی بالسهم۔ وأما اشالۃ الحجر بالید وما بعدہ فالظاهر أنه ان قصد به التمرن والتقوی علی الشجاعۃ لا بأس [1]

احادیث جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں ان سے نیز عباراتِ فقہیہ مندرجہ بالا سے کھیل کے بارے میں تفصیلاتِ ذیل مستفاد ہوئیں۔

(الف) وہ کھیل جس سے دینی یا دُنیوی کوئی معتد بہ فائدہ مقصود نہ ہو وہ ناجائز ہے اور وہی حدیث کا مصداق ہے۔

(ب) جس کھیل سے کوئی دینی یا دُنیوی فائدہ معتد بہا مقصود ہو وہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی امر خلافِ شرع مِلا ہُوا نہ ہو اور منجملہ امور خلافِ شرع تشبہ بالکفار (کفار کی نقالی) بھی ہے۔

(ج) جس کھیل سے کوئی فائدہ دینی یا دُنیوی مقصود ہو لیکن اس میں کوئی ناجائز اور خلافِ شرع امر مل جائے تو وہ بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔ جیسے تیر اندازی یا گھوڑ دوڑ وغیرہ جبکہ اس میں قمار کی کوئی صورت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف سے کچھ مال کی شرط لگائی جائے تو وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہے۔ یا کوئی کھیل کسی خاص قومِ کفار کا مخصوص سمجھا جاتا ہو وہ بھی ناجائز ہوگا للتشبہ الممنوع۔

---

[1] شامی ص ۴۰۷ ج ۶ طبع جدید

لہٰذا معلوم ہُوا کہ گیند کے کھیل خواہ کرکٹ وغیرہ ہوں یا دوسرے دیسی کھیل فی نفسہٖ جائز ہیں کیونکہ ان سے تفریحِ طبع اور ورزش وتقویت ہوتی ہے جو دُنیوی اہم فائدہ بھی ہے اور دینی فوائد کے لئے سبب بھی۔ لیکن شرط یہی ہے کہ یہ کھیل اس طرح پر ہوں کہ ان میں کوئی امر خلافِ شرع اور تشبہ بالکفار نہ ہو، نہ لباس اور طرز وضع میں انگریزیت ہو اور نہ گھٹنے کھلے ہوں نہ اپنے اور نہ دوسروں کے اور نہ اس طرح اشتغال ہو کہ ضروریاتِ اسلام نماز وغیرہ میں خلل آئے۔ اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ کرکٹ، ٹینس وغیرہ کھیل سکتا ہے تو اُس کے لئے جائز ہے ورنہ نہیں۔ آج کل چونکہ عموماً یہ شرائط موجودہ کھیلوں میں موجود نہیں اس لئے ناجائز کہا جاتا ہے۔ [1]

---

[1] امداد المفتین جدید ص ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ - طبع کراچی

دورِ حاضر کے کھیلوں کا اجمالی جائزہ

جو تفصیل اُوپر عرض کی گئی اُن سے کسی بھی کھیل کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ دورِ حاضر میں جو کھیل رائج ہیں ان میں درجِ ذیل خرابیاں تو بالعموم مشترک ہیں۔

ا۔ ان کھیلوں کو بذاتِ خود مقصود سمجھا جانے لگا ہے۔ کھیل، اگر کھیل کے بجائے مقصد بن جائے تو وہ شرعاً اور عقلاً معیوب اور ناپسندیدہ ہے۔

ب۔ ان کھیلوں میں کھلاڑیوں اور ان کھیلوں سے دلچسپی رکھنے والوں کا انہماک بہت زیادہ ہونے لگا ہے حتیٰ کہ ضروری کاموں پر اس کو ترجیح دی جاتی ہے جس سے بسا اوقات بندوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔

ج۔ ان کھیلوں کے کھیلنے میں بالعموم فرض نمازوں کے اوقات، جمعہ کے مبارک دن اور رمضان المبارک کے فرض روزوں کے ایام کا خیال نہیں رکھا جاتا جبکہ یہ ایک مسلمان کے لئے فرضِ عین ہیں۔

د۔ یہ کھیل بالعموم اس قدر مہنگے ہیں کہ اُمراء اور اُن کے بچے ہی صحیح طور پر اُن سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ غریب بچے حسرت سے دیکھتے ہیں اور متوسط الحال بچے بمشکل ان کھیلوں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں جس سے اسراف اور تبذیر تک نوبت پہنچتی ہے۔

ہ۔ بالعموم ان کھیلوں میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ اب ان میں قوم کے وقت کا جتنا ضیاع ہونے لگا ہے وہ قوم کے صاحبِ فکر حضرات کے لئے بہت قابلِ توجہ ہے۔

و۔ ان کھیلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کو جس طرح قومی اور ملی ہیرو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور نئی نسل کے بچے اب مجاہدین، علماء، سائنسدان اور قومی و ملی خدمات انجام دینے والوں کو اپنا آئیڈیل بنانے کے بجائے جس طرح ان کھلاڑیوں کو اپنا آئیڈیل سمجھتے ہیں وہ بھی قوم کے سنجیدہ اور سمجھدار حضرات کے لئے بہت زیادہ قابلِ تنبیہ اور تشویشناک ہے۔

ز۔ اکثر کھیلوں میں "ستر" کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ یعنی جسم کے اُن حصوں کو ڈھانپنے پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی جن کا ڈھانپنا شرعاً ضروری ہے۔ مثلاً مرد کے لئے ایسی نیکر پہن کر کھیلنا جائز نہیں جس میں ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ کھلتا ہو جبکہ عورت کا تو پورا جسم "ستر" ہے۔

ح۔ اکثر کھیلوں میں مرد و زن کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور چونکہ یہ مرد و زن محض تفریح اور کھیل برائے کھیل کی نیت سے جمع ہوتے ہیں اس لئے ہوٹنگ، بھنگڑا، ڈانس، موسیقی اور دیگر نازیبا اور ناشائستہ امور کھلے عام ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب ایسے اجتماعات میں کسی شریف آدمی کا جانا اپنی بے عزتی کو دعوت دینا ہے۔

ط۔ ان کھیلوں میں (جو محض تفریح طبع کے لئے ہونے چاہئیں) اب ایسی محاذ آرائی اور ذہنی تناؤ ہونے لگا ہے کہ جس سے ان کھیلوں کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اب کھیلوں کے میدان کو محاذِ جنگ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی ہار جیت کو قومی شکست اور قومی فتح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے میچوں کے لئے اس طرح دُعائیں مانگی اور نذریں قبولی جاتی ہیں جیسے بیت المقدس کی آزادی یا جہادِ کشمیر کا معاملہ سر پر آن پڑا ہو۔

سربراہانِ مملکت اس سلسلہ میں تہنیتی اور تعزیتی پیغامات جاری کرتے

ہیں (فیاللعجب !)

اور اب یہ خبریں بھی عام ہونے لگی ہیں کہ فلاں میچ کا دیکھنا بلڈ پریشر اور دل کے مریضوں کے لئے نامناسب ہے اور یہ کہ فلاں میچ میں اتنے سامعین و ناظرین دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

اب ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے کہ وہ کھیل جن کا مقصد محض تفریح طبع ہونا چاہیئے تھا وہ حدودِ شرعی کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے کہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ (فهل من مدّکر !)

ی: ان کھیلوں میں بعض اوقات جُوا کھیلا جاتا ہے۔ شرطیں بدی جاتی ہیں اور لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کی رقوم اُن میں ہاری جیتی جاتی ہیں۔

بڑے جُوئے بازوں کے علاوہ چھوٹی سطح پر محلہ اور گھروں میں ناظرین اور سامعین کھیل دیکھتے سُنتے ہیں اور آپس میں شرطیں لگاتے ہیں اور بلاوجہ ناسمجھی میں قمار یعنی جُوئے کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو شرعاً گناہ کبیرہ ہے اور قرآن حکیم کی کئی آیات میں اسے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

دَورِ حاضر کے چند معرُوف کھیل

۱- کرکٹ یہ ہمارے یہاں کا معروف اور مقبول ترین کھیل ہے اس میں اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں اور وقت کا ضیاع بھی سب سے زیادہ۔

ایک ٹیسٹ میچ بالعموم پانچ دن کا ہوتا ہے جو اکثر اوقات ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں اصل کھلاڑی صرف دو ہوتے ہیں۔ ایک باؤلر جو گیند پھینکتا ہے اور دوسرا بیٹسمین جو رنز لینے کی کوشش کرتا ہے، باقی کھلاڑیوں میں سے کچھ "پیویلین" (نشست گاہ) میں بیٹھے رہتے ہیں اور بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ اُنہیں کھیلنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا اور کچھ گراؤنڈ میں فیلڈنگ کرتے رہتے ہیں۔ دن بھر کی محنت کے بعد شام ڈھلے باؤلرز اور فیلڈرز جب میدان سے واپس اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹتے ہیں تو بالعموم تھکن سے اُن کا بُرا حال ہوتا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ دین دُنیا کے اہم امور انجام دے سکیں۔ معلوم نہیں کہ اس بے مقصد تھکن کو کھیل کا نام کس نے دیا ہے؟ اس کھیل میں جتنا وقت اور محنت ضائع ہوتی ہے غالباً اسی کے پیشِ نظر افواجِ پاکستان میں یہ کھیل رائج نہیں۔

اب کرکٹ میں "وَن ڈے" (ایک روزہ میچوں کا بھی رواج ہو گیا ہے جو اکثر جمعہ کے دن کھیلے جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک کا پورا دن کھیل اور ہلڑ بازی کی نذر ہو جاتا ہے۔ عین جمعہ کی نماز کے وقت کھیل جاری ہوتا ہے اور نہ صرف کھلاڑی بلکہ ہزاروں تماشائی جمعہ کی نماز چھوڑ کر دُنیا و آخرت کی بربادی اپنے سر لیتے ہیں۔

۲۔ ہاکی، فٹ بال، والی بال، لان ٹینس بیڈ منٹن اور ٹیبل ٹینس۔ یہ وہ کھیل ہیں جن میں پیسہ اور وقت کا خرچ نسبتاً کم ہے۔ ان کھیلوں میں جسمانی ورزش بھی بہت اچھی ہوتی ہے اور کھیل میں شامل تمام کھلاڑی بالعموم یکساں طور پر محظوظ ہوتے ہیں۔ ان کھیلوں میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں عمدہ تفریح ہو جاتی ہے اور کھلاڑی عصر کی نماز کے بعد سے لے کر مغرب کی اذان تک بآسانی انہیں کھیل سکتے ہیں۔ ان کھیلوں میں مرد حضرات اگر "ستر" یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا جسم چھپانے کا خیال رکھیں اور اُن خرابیوں سے بچتے رہیں جو پہلے تحریر کی جا چکی ہیں تو یہ کھیل جسمانی طور پر مفید بھی ہیں اور انہیں کھیلنے کی شرعاً گنجائش ہے۔

کچھ اور کھیلوں کے بارے میں علیحدہ علیحدہ التفصیل

۱۔ نرد (چوسر) حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھیلنے سے بہت سختی سے منع کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا تو گویا اپنے ہاتھ سُور کے گوشت اور خون سے رنگ لئے"۔ [۱]

اور ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا :۔

"جس نے نرد کا کھیل کھیلا اُس نے اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی"۔ [۲]

---

[۱] مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۶ باب التصاویر

[۲] مسند احمد و ابوداؤد۔ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۶ ❊

۲۔ شطرنج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اسے کھیلنے سے صراحتاً منع فرمایا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہوگی۔ [۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے :

"شطرنج عجمیوں کا جُوا ہے"۔ [۲]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

"شطرنج گناہگار ہی کھیلتا ہے"۔ [۳]

ان ہی سے ایک مرتبہ جب ایک سائل نے شطرنج کھیلنے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا :

"یہ باطل (بیکار) میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو پسند نہیں کرتا"۔ [۴]

ان ہی آثار و روایات کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دیگر بعض ائمہ کرام نے اسے کھیلنے سے منع فرمایا ہے۔ [۵]

---

[۱] والحدیث وان کان موقوفاً لکنہ مرفوع حکماً فأن مثلہ لا یقال من قبل الرأی مرقاۃ المفاتیح ص ۳۳۷ ج ۸

[۲] بیھقی : مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۷

[۳] ایضاً [۴] ایضاً

[۵] مرقاۃ المفاتیح ص ۳۳۸ ج ۸ وقال فی الدر : وکرہ تحریم اللعب بالنرد وکذا الشطرنج و اباحہ الشافعی وابو یوسف فی روایۃ ... وھذا اذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب والا فحرام بالاجماع (شامی ص ۳۹۴ ج ۶) ۔ وقد أطنب الکلام علی بیان حکم الشطرنج الشیخ ابن حجر الھیثمی الشافعی فی رسالۃ کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع بھامش الزواجر من ص ۱۲۶ الی ۱۴۳ الجزء الاوّل ❊

۳-کبوتر بازی اسے بھی احادیث میں منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے دوڑا جارہا ہے۔ آپ نے فرمایا ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے پیچھے جارہا ہے۔" [1]

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "اصلاح الرسوم" میں اس کی مزید یہ خرابیاں بھی گنوائی ہیں:

(الف) دوسروں کے کبوتر پکڑ لینا جو سراسر ظلم اور غصب ہے۔

(ب) اس میں مشغولیت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ نہ نماز کی فکر رہتی ہے نہ اہل حقوق کے حق ادا کرنے کی فکر ہوتی ہے۔

(ج) مکانات کی چھتوں پر چڑھنا جس سے بے پردگی ہوتی ہے اور پڑوسیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(د) کبوتروں کو ڈھیلے مارنا جس سے دوسروں کو ایذاء پہنچتی ہے۔ [2]

مندرجہ بالا خرابیوں کی وجہ سے محتسب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کبوتر باز کے ان کبوتروں کو ذبح کرڈالے [3] سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے

---

[1] مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۶

[2] اصلاح الرسوم ص ۱۶

[3] فی الدر: فان کان یطیرها فوق السطح مطلعا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیه تلك الحمامات عزر ومنع أشد المنع فان لم یمتنع بذلك ذبحها المحتسب وصرح فی الوهبانیة بوجوب التعزیر وذبح الحمامات ولم یقیده ولعله اعتمد عادتهم وأما للاستئناس فمباح الخ (شامی ص ۴۰۱ ج ۶)

دورِ خلافت میں ایسا ہی کیا تھا۔ [1]

ہاں ان مذکورہ خرابیوں کے بغیر بچوں کی اُنسیت کے لئے کبوتر یا دیگر پرندے پال لینا شرعاً جائز ہے۔ بشرطیکہ پنجرہ بڑا اور کشادہ ہو اور اُن کے کھانے پینے کا پورا خیال رکھا جائے۔

۴-مُرغ بازی، بٹیر بازی دیہات و قصبات میں رواج ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑاتے اور خود تفریح کرتے ہیں۔ کبھی مُرغ کبھی بٹیر کہیں اور دوسرے جانوروں کے لڑانے کا بھی رواج ہے۔ یہ لڑانا شرعاً ناجائز ہے۔ بسا اوقات اس میں جُوا بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ اسی میں نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔ مزید برآں گالی گلوچ اور موسیقی کا اضافہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اگر جُوا، نماز کی طرف سے لاپرواہی اور دیگر مفاسد نہ بھی ہوں تب بھی صرف یہ جانوروں کو لڑانا ہی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح حکم کے خلاف ہے۔

ترمذی اور ابوداؤد کی حدیث ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التحريش بين البهائم۔

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا ہے۔" [2]

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "جانوروں کے حقوق" میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(ف) مُرغ بازی اور بٹیر بازی اور مینڈھے لڑانا، اسی طرح کسی جانور کو

---

[1] روایت پہلے گزر چکی ہے بحوالہ کنز العمال ص ۲۲۲ ج ۱۵ (دیکھیں ص ۲۵)

[2] ترمذی، ابی داؤد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۵۹

لڑانا سب اس میں داخل ہے اور سب حرام ہے کہ خواہ مخواہ ان کو تکلیف دینا ہے اور اسی کے حکم میں ہے گاڑی بانوں کا بیلوں کو بھگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض اوقات سواریوں کو بھی چوٹ لگ جاتی ہے اور بجز تفاخر اور مقابلہ کے اس میں کوئی مصلحت نہیں اور گھوڑ دوڑ وغیرہ جبکہ اس میں قمار نہ ہو اس سے مستثنیٰ ہے کہ اُن کی مشاقی میں مصلحت ہے [1]

پتنگ بازی

بعض شہروں میں خاص موسم پر اس کھیل کا رواج ہے۔ "بسنت منانے" کے عنوان سے قوم کے لاکھوں روپے بلاوجہ ضائع ہوتے ہیں۔ بعض مقامات پر وہ ہُلڑ بازی ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ۔

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے قرآن وسنت اور عقلِ سلیم کی روشنی میں اس کھیل کی جو خرابیاں بیان کی ہیں وہ ہم کچھ اضافہ، کمی اور ترمیم کے ساتھ اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ پتنگ کے پیچھے دوڑنا: اس کا وہی حکم ہے جو کبوتر کے پیچھے دوڑنے کا ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوڑنے والے کو شیطان فرمایا ہے۔ [2]

۲۔ دُوسروں کی پتنگ لُوٹنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جسے بخاری ومسلم نے نقل کیا۔ "نہیں لُوٹتا کوئی شخص اس طرح لُوٹنا کہ لوگ اس کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتے ہوں اور وہ پھر بھی مومن رہے" یعنی دُوسروں کی چیز لُوٹنا ایمان کے منافی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ پتنگ لُوٹنے میں

---

[1] ارشاد الہائم فی حقوق البہائم، از حضرت تھانویؒ صد ۱۹

[2] مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۶

مالک کی اجازت ہوتی ہے اس لئے حدیث شریف کی وعید کا اس سے تعلق نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مالک کی اجازت ہرگز نہیں ہوتی۔ چونکہ عام رواج اس کا ہو رہا ہے اس لئے خاموش ہو جاتا ہے دل سے ہرگز رضامند اور خوش نہیں۔ اگر اس کا بس چلے تو وہ خود دوڑے اور کسی کو اپنی پتنگ نہ لُوٹنے دے۔ یہی وجہ ہے کہ پتنگ کٹ جانے کے بعد آدمی جلدی جلدی ڈور کھینچتا ہے کہ جو ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔

۳۔ ڈور لُوٹ لینا: ڈور لُوٹنے میں پتنگ لُوٹنے سے زیادہ قباحت ہے کیونکہ پتنگ تو ایک ہی آدمی کے ہاتھ آتی ہے اور ڈور کئی لوگوں کے ہاتھ لگتی ہے۔ بہت سے آدمی گناہ میں شریک ہوتے ہیں اور ان تمام آدمیوں کے گناہگار ہونے کا باعث وہی پتنگ اُڑانے والا ہوتا ہے اور مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق ان سب کے برابر اس اکیلے اُڑانے والے کو گناہ ہوتا ہے۔

۴۔ دُوسرے کو نقصان پہنچانے کی نیت: اس پتنگ بازی میں ہر شخص کی یہ نیت اور کوشش ہوتی ہے کہ دوسرے کی پتنگ کاٹ دوں اور اس کا نقصان کر دوں۔ حالانکہ مُسلمان کو نقصان پہنچانا حرام ہے اور اس حرام فعل کی نیت سے دونوں (یعنی کاٹنے والا اور کٹوانے والا) گناہگار ہوتے ہیں۔

۵۔ نماز اور خدا کی یاد سے غافل ہو جانا: یہ وہ بات ہے جسے اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت بتائی ہے۔

(دیکھیں سورۃ مائدہ آیت ۹۱)

۶۔ بے پردگی ہونا: بالعموم پتنگ بازی چھتوں پر چڑھ کر کی جاتی ہے جس سے قرب وجوار کے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور بے پردگی علیحدہ ہوتی ہے۔

۷۔ جان کا نقصان : پتنگ بازی کے دوران چھت سے گر کر مرنے یا ہاتھ پاؤں کے ٹوٹنے کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ اسی طرح پتنگ یا ڈور لوٹنے کے دوران ٹریفک کے حادثات بھی اب بکثرت ہونے لگے ہیں۔ بعض کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ اور بہت سے واقعات نامہ نگاروں تک بھی نہیں پہنچ پاتے۔ جس کھیل میں انسانی جان ضائع ہونے لگے اُسے کھیل کہنا عقل کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم پر اس قدر مہربان ہیں کہ جس چھت پر منڈیر نہ ہو اُس چھت پر سونے سے منع فرمایا[۵] کہ مبادا اچانک اُٹھ کر چلنے سے نیچے گر پڑے اور جانی نقصان ہو جائے تو اس کھیل کی کیوں ممانعت نہ ہوگی جس میں اب آئے دن جانی نقصان ہوتا رہتا ہے۔

۸۔ مالی نقصان : پتنگ بازی میں قوم کا لاکھوں روپیہ بلا وجہ ضائع ہو جاتا ہے۔ پتنگ ڈور تو مہنگی ہوتی ہی ہے اب اس کے ساتھ لائٹنگ، لاؤڈ اسپیکر، دعوت وغیرہ کے التزامات مستزاد ہونے لگے ہیں۔

۹۔ دیگر گناہ : ان سابقہ خرابیوں کے علاوہ اب ہمارے دور میں پتنگ بازی کے موقع پر ہوائی فائرنگ، لاؤڈ اسپیکر پر نعرہ بازی، گانا بجانا، مرد عورتوں کا مخلوط اجتماع بھی بکثرت ہونے لگا ہے۔ اِن میں ہر کام بذاتِ خود ناجائز ہے اور جو کھیل ان سب گناہوں پر مشتمل ہو اُس کے جائز ہونے کا کیا سوال ہے۔

۱۰۔ سابقہ وجوہات کی بناء پر فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پتنگ بازی کو

---

۵ ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۴۔ باب الجلوس والنوم والمشی ۔

ناجائز قرار دیتے ہیں۔ یعنی موجودہ صورت میں پتنگ اُڑانا، پتنگ لوٹنا، ڈور لوٹنا، پتنگ بیچنا، خریدنا سب ناجائز ہے۔ حتیٰ کہ اس پیشہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کو کوئی دوسرا جائز پیشہ اختیار کرنا ضروری ہے جس کی آمدنی شرعاً حلال ہو۔ (بتویب الفتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۵۱۰/د۳۴ ۸۰۷/۳۴ب)

نوٹ :۔ یہ حکم رائج الوقت پتنگ بازی کا ہے جس میں مندرجہ بالا مفاسد یقینی طور پر پائے جاتے ہیں جس کا ہر آدمی مشاہدہ کر سکتا ہے بلکہ یہ مفاسد روز بروز ترقی پر ہیں۔ لیکن اگر کوئی بچہ ہلکا پھلکا رنگین کاغذ دھاگے میں باندھ کر پتنگ کی طرح ہوا میں اُڑائے جس میں مندرجہ بالا خرابیاں موجود نہ ہوں جو اُوپر تحریر کی گئیں تو پھر اس کا وہ حکم ہوگا جو چھوٹے بچے کے لئے غبارہ اُڑانے کا ہے کہ گو وہ مفید نہ بھی مگر ناسمجھ بچوں کے لئے اس میں شرعاً کوئی قباحت بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

گھروں میں کھیلے جانے والے کھیل

۱۔ شطرنج :۔ ان کھیلوں میں سے شطرنج اور نرد یعنی چوسر کی ممانعت تو کئی احادیث میں آتی ہے جو پہلے ذکر کر دی گئی ہیں اس لئے ان کا کھیلنا جائز نہیں [1]۔

۲۔ تاش : اس کھیل کو بھی فقہاء منع کرتے ہیں کیونکہ (i) اس میں تصاویر ہوتی ہیں (ii) بالعموم جُوا کھیلا جاتا ہے (iii) فساق و فجار کا معمول ہے (iv) انہماک بھی غیر معمولی ہوتا ہے (v) تفریح کے بجائے ذہنی تکان ہوتا ہے۔ (vi) اس کھیل کا کوئی صحیح مقصد بھی نہیں ہے۔

۳۔ تعلیمی تاش : یہ کھیل جس میں حروف سے الفاظ بنائے جاتے ہیں بذاتِ خود تعلیمی طور پر مفید ہے اور عام طور سے اس میں جُوا بھی نہیں ہوتا ہے اس لئے اگر اس میں بے جا انہماک نہ ہو تو جائز ہے۔ اسے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ کیرم بورڈ : اس کھیل میں بذاتِ خود کوئی بات ناجائز نظر نہیں آتی

---

[1] فی الدر : وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج واباحہ الشافعی وأبو یوسف فی روایۃ وھذا اذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب وإلا فحرام باجماع ۔ رد المختار ص ۳۹٤ ج ٦ ۔
وقال بعض الشافعیۃ یباح الشطرنج اذا سلمت الید من الخسران والصلوٰۃ من النسیان واللسان من الھذیان ۔ عینی شرح ھدایہ

البتہ اس میں بھی بعض اوقات انہماک اتنا ہو جاتا ہے کہ جو فرائض سے غافل کر دیتا ہے۔ ایسا انہماک بالکل ممنوع ہے۔ البتہ جسمانی یا ذہنی تھکن دُور کرنے کے لئے دوسرے ممنوعات سے بچتے ہُوئے اگر کچھ وقت کھیل لیا جائے تو گنجائش معلوم ہوتی ہے [1]۔

۵۔ لُوڈو کا بظاہر وہی حکم ہے جو کیرم بورڈ کا ہے۔ بشرطیکہ کوئی اور ممنوع چیز مثلاً تصویر وغیرہ نہ ہو۔

۶۔ وڈیو گیمز : جدید کھیلوں میں اس کھیل کا رواج بڑھ رہا ہے اور اُس کی مختلف شکلیں بازار میں رائج ہیں۔

(الف) وہ وڈیو گیمز جن میں جاندار کی تصاویر نہ ہوں بلکہ بے جان اشیاء کی تصاویر سے کھیل کھیلا جائے مثلاً ہیلی کاپٹر، جہاز، بحری جہاز، موٹر سائیکل اور کار وغیرہ چلانے یا اُنہیں نشانہ کرنے کا کھیل ہو۔ یا جاندار کی تصویریں ہوں مگر وہ اس قدر غیر واضح ہوں کہ اُنہیں تصویر نہ کہا جاسکے۔ یعنی اس میں آنکھ، ناک، کان اور مُنہ وغیرہ واضح نہ ہوں بلکہ صرف خاکہ کی شکل ہو تو ان دونوں صورتوں میں وقتی تفریح طبع یا ذہن کی تیزی اور حاضر دماغی کے لئے اگر یہ کھیل اسطرح کھیل لیا جائے کہ :۔

(i) اس میں جُوا شامل نہ ہو۔

(ii) نماز ضائع نہ ہو۔

(iii) حقوق العباد پامال نہ ہوں۔

(iv) پڑھائی اور ضروری کام متاثر نہ ہوں۔

(v) اسراف نہ ہو۔

---

[1] کذا فی کفایت المفتی

(۷۱) انہماک نہ ہو۔

تو شرعاً اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

(ب) وہ بڑے وڈیو گیمز جن میں جانداروں کی تصویریں واضح ہوں۔

یہ کھیل تصویر کی وجہ سے ناجائز ہوں گے بالخصوص جبکہ اُن کے کھیلنے میں:

(i) تصاویر کی حرمت دل سے نکل جاتی ہے۔

(ii) نماز ضائع ہوتی ہے۔

(iii) حقوق العباد، تعلیم اور ضروری کام متاثر ہوتے ہیں۔

(۱۷) اسراف اور انہماک ضرور ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں انہماک کی صورت میں ان وڈیو گیمز کے کھیلنے کے بعد تفریح طبع حاصل ہونے کے بجائے مزید ذہنی تکان بڑھ جاتا ہے جس سے پڑھائی اور ضروری کام متاثر ہوتے ہیں۔

چند رائج الوقت تفریحات

آج کل وقت گزاری کے لئے عموماً جن مشاغل کو "تفریح" سمجھ کر اپنایا جاتا ہے اُن کے بارے میں بھی حکم شرعی مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن وسُنت اور عقلِ سلیم کی روشنی میں ان مشاغل کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ "تفریحات" نہیں بلکہ دل و دماغ اور رُوح کے لئے "تقریحات"[1] ہیں۔

گانا سُننا

وقتی تفریح طبع کے لئے اچھے اشعار پڑھ لینا تو نہ صرف جائز بلکہ حضراتِ صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین سے بھی مروی ہے مگر گانا بجانا جس میں آلاتِ موسیقی استعمال کئے جائیں یا نامحرم عورت کی آواز ہو نہ صرف حرام ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقصد کے خلاف ہے۔ آپؐ نے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے مجھے مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجوں اور تانتوں کو مٹاؤں اور صلیب اور جاہلیت کی رسوم کو ختم کروں"۔[2]

بخاری شریف کی روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:-

"میری اُمت سے کچھ گروہ زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو

---

[1] عربی میں یہ لفظ قاف کے ساتھ استعمال کیا جائے تو اس کا ترجمہ "زخمی کرنا" ہے۔ یہ مشاغل جس طرح رُوح کو داغدار کرتے ہیں اس کے پیشِ نظر یہ لفظ کچھ اتنا غلط نہیں۔

[2] ابوداؤد الطیالسی، بحوالہ احکام القرآن از مفتی محمد شفیعؒ ص ۲۰۸ ج ۳

حلال کرنے کی کوشش کریں گے"۔ [۱]

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماءُ البقل۔

"گانا دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے"۔ [۲]

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرّہٗ نے اس موضوع پر احکام القرآن میں ایک وقیع رسالہ تحریر فرمایا تھا جس کا نام "کشف العناء عن وصف الغناء" ہے۔ اب اس کا اُردو ترجمہ مع حواشی و تشریحات "اسلام اور موسیقی" کے نام سے طبع ہو گیا ہے جس میں اس موضوع سے متعلق تمام اہم مواد جمع کر دیا گیا ہے تفصیل کے لئے یہ کتاب ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

تصویر کشی

اسلام میں جاندار کی تصویر کشی ناجائز اور حرام ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں سختی سے منع کیا ہے۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن تصویر بنانے والے ہوں گے"۔ [۳]

۲۔ "جو لوگ تصاویر بناتے ہیں قیامت کے روز ان کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو صورت تم نے پیدا کی ہے اس میں جان بھی ڈالو"۔ [۴]

---

[۱] بخاری کتاب الاشربہ، بحوالہ احکام القرآن از مفتی محمد شفیع رح ص ۲۰۸ ج ۳

[۲] بیہقی و ابو داؤد بحوالہ اسلام اور موسیقی ص ۱۴۸

[۳] بخاری شریف کتاب اللباس۔ فتح الباری ص ۳۱۴ ج ۱۰

[۴] 〃 〃 〃 ۳۱۶ 〃

۳۔ اور آپؐ کا ارشاد ہے :۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو میری طرح (یعنی اللہ کی طرح) تخلیق کرنے لگا (وہ کسی جاندار کی تخلیق تو کیا کر سکتا) ذرا ایک دانہ اور ایک ذرّہ تو بنا کر دکھائے"۔ [۱]

۴۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا :۔

جو شخص دُنیا میں کوئی تصویر (جاندار) کی بنائے گا تو قیامت میں اُس کو حکم دیا جائے گا کہ اس میں رُوح بھی ڈالے اور وہ ہرگز نہ ڈال سکے گا (تو اس پر عذاب شدید ہو گا۔)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے ہیں نے اپنے ایک طاق یا الماری پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصاویر تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُس کو دیکھا تو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے روز وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کی نقل اُتارتے ہیں۔ حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس کے ایک یا دو گدے بنا دیئے [۲]

ہم نے یہاں صرف پانچ احادیث ذکر کی ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ قدس اللہ سرّہٗ نے اس موضوع پر مفصل رسالہ "تصویر کے شرعی احکام" کے نام سے تصنیف فرمایا جس میں اس موضوع پر احادیث اور شرعی احکام، اُن پر

---

[۱] بخاری شریف کتاب اللباس۔ فتح الباری ص ۳۱۶ ج ۱۰

[۲] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۲۳ 〃

[۳] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۳۱۸ 〃

شبہات اور اُن کے جوابات جمع کر دیئے ہیں۔ تفصیلات کے لئے یہ رسالہ قابلِ مطالعہ ہے اس رسالہ میں سے چند حکم شرعی تحریر کئے جاتے ہیں۔

تصویر سے متعلق چند شرعی احکام

۱۔ تصویر کشی اور تصویر سازی کسی جاندار کی کسی حال میں جائز نہیں۔ صرف غیر ذی رُوح بے جان چیزوں کی تصاویر بنا سکتے ہیں۔ (ص۲۶)

۲۔ جیسے قلم سے تصویر کھینچنا ناجائز ہے ایسے ہی فوٹو سے تصویر بنانا یا پریس پر چھاپنا یا سانچہ اور مشین وغیرہ میں ڈھالنا یہ بھی ناجائز ہے۔ (ص۶۱)

البتہ پاسپورٹ وغیرہ (مثلاً شناختی کارڈ) کی شدید ضرورت کے لئے اس کے کھنچوانے کی گنجائش ہے۔ (ص۷۱)

یہ تصویر بنانے کا حکم تھا جہاں تک بنی ہوئی تصاویر کے استعمال کا سوال ہے اس میں مندرجہ ذیل قسم کی تصاویر کی اجازت دی گئی ہے:۔

(الف) سر کٹی ہوئی تصویر جو درخت کے مشابہ ہو جائے۔

(ب) پامال تصاویر جو جُوتے کے تلے یا فرش وغیرہ میں ہوں۔

(ج) بہت چھوٹی تصاویر جیسے انگوٹھی اور بٹن کی تصویریں وہ بھی عام نقش و نگار کے حکم میں ہیں۔

(د) بچوں کے کھلونے اگر مصوّر ہوں تو بعض فقہاء نے نابالغ بچوں کو اُن کے ساتھ کھیلنے کی اجازت دی ہے (ص۷۴) لیکن اگر یہ خطرہ ہو کہ ان کھلونوں میں مشغول ہونے سے بچوں کے دل سے تصویروں کی حرمت نکل جائے گی تو پھر اُن سے بھی بچنا مناسب ہے۔

نوٹ:۔ آج کل شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں جس طرح بے محابا

تصویر کشی کی جا رہی ہے وہ مسلمان اور دیندار حضرات کے لئے انتہائی قابلِ توجہ ہے۔ کیونکہ اس میں ایک حرام کام میں مبتلا ہونے کے علاوہ خواتین کی بے حرمتی اور بے غیرتی بھی ہے اور شرعی احکام کی علی الاعلان پامالی ہے۔ افسوس کہ ایسے مواقع پر خاندان کے بزرگ حضرات بھی چشم پوشی سے کام لیتے ہیں جس کے نتیجہ میں یہ گناہ سینہ زوری کے ساتھ برملا کیا جاتا ہے۔ اجتماعات کے مواقع پر ایسے صریح حرام کو حسنِ تدبیر کے ساتھ روکنا خاندان کے بڑوں کی شرعی ذمہ داری ہے۔

فلم دیکھنا فلم بیک وقت کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے جو درج ذیل ہیں:۔

۱۔ تصویر کشی: یہ ناجائز و حرام ہے۔ چند احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

۲۔ گانا بجانا: یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔ چند احادیث پہلے تحریر کی جا چکی ہیں۔

۳۔ رقص و سرود: اس کے خلافِ شریعت ہونے میں کیا شبہ ہے۔

۴۔ نامحرم کو دیکھنا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پر یعنی دیکھنے والے پر اور جسے دیکھا جائے اُس پر بھی لعنت فرمائی ہے [1]

۵۔ مرد و عورت کا اختلاط جو شرعاً منع ہے [2]

۶۔ مخربِ اخلاق مناظر جن کا بیان کرنا اور جن کی اشاعت ہی ناجائز و حرام ہے چہ جائیکہ ان مناظر کی باقاعدہ تصویر کشی ہو۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

انّ الذین یحبّون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لھم عذاب

---

[1] دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۰

[2] دیکھیں مشکوٰۃ المصابیح، مرقاۃ ص ۲۰۱ ج ۶

الیم فی الدنیا و الآخرۃ و اللہ یعلم و انتم لا تعلمون ۔

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو اُن کے لئے دُنیا و آخرت میں سزائے دردناک ہے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے" [1]

۷ ۔ مجرمانہ ذہن سازی :۔ ان فلموں نے نئی نسل کے ذہن بگاڑنے اُن میں مجرمانہ ذہنیت پیدا کرنے اور مُلک کے اندر جرائم پھیلانے میں جو افسوس ناک کردار ادا کیا ہے وہ کسی ہوش مند پر مخفی نہیں ہے ۔

یہ محض چند عنوان ذکر کر دیئے گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ فلم کے تمام مناظر ابتداء سے لے کر انتہا تک طرح طرح کے کبیرہ گناہوں سے پُر ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان فلموں کی تباہی سے آئندہ نسلوں کو محفوظ فرمائے ۔ آمین

اسٹیج ڈرامہ

ڈرامہ اور فلم میں بجز اس کے کوئی فرق نہیں کہ فلم میں تصویر ہوتی ہے جبکہ ڈرامہ جیتے جاگتے انسانوں کا ذریعے ہوتا ہے ۔ اس لئے ڈرامہ میں تصویر کشی کا گناہ نہیں ہے ۔ البتہ باقی وہ سب گناہ پائے جاتے ہیں جو اُوپر ذکر کئے گئے ہیں ۔

[1] آیت ۱۹ سورۃ النور ۔

خلاصۂ کلام

یہ تو دورِ حاضر کے چند کھیل تھے جن کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے ضمن میں مروجہ تفریحات کا حکم بھی مختصراً عرض کر دیا گیا ۔ باقی قرآن وحدیث کی روشنی میں جو تفصیل پہلے عرض کر دی گئی ان سے اصولی طور پر مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہو گئیں :۔

۱ ۔ زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہیئے اور اپنا قیمتی وقت بہت دیکھ بھال کے صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہیئے ۔

۲ ۔ کھیل کُود کو زندگی کا مقصود بنانا کسی حال میں درست نہیں ۔ ایسا کرنا انفرادی اور اجتماعی سطح پر دُنیا و آخرت کے خسارہ کو دعوت دینا ہے ۔

۳ ۔ اسلام میں سُستی اور کاہلی کو ناپسند کیا گیا ہے جبکہ چُستی اور فرحت شریعت میں مطلوب ہے ۔ اس لئے ایسی تفریحِ طبع جو جائز حدود کے اندر ہو، بامقصد ہو اور مقصودِ زندگی نہ بنے شرعاً جائز ہے ۔

۴ ۔ کھیلوں میں بھی وہ کھیل اختیار کرنے چاہئیں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے اور جو جہاد اور ادائے حقوق میں معاون اور مفید ثابت ہوتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے تمام شُعبوں میں دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور صحت وعافیت اور فرحت ونشاط کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر کاربند رہنے کی توفیق سے نوازے تاکہ زندگی کا یہ سفر بآسانی پُورا ہو اور آخرت کی منزل پر مکمل صلاح وفلاح کے ساتھ پہنچنا نصیب ہو ۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بندہ محمود اشرف عفی عنہ
۱۵ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ (۱۳ ستمبر ۱۹۹۲ء)

لله در المجيب حيث أصاب فيما أجاب وأجاد فيما أفاد
وفقه الله سبحانه لأمثال أمثاله وبارك في عمره وعلمه
وافاداته۔

احقر
محمد تقي عثماني عفي عنه
٣-٣-١٤١٤ھ

مفتي
جامعہ دار العلوم كراچى ١٤
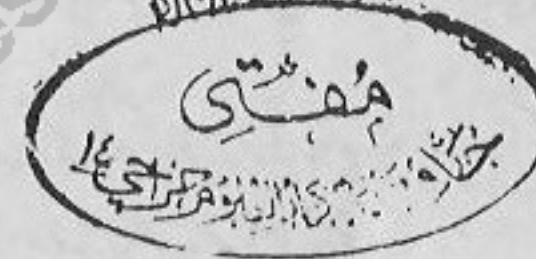
اصاب المجيب وافاد واجاد، جزاه الله احسن الجزاء
عنا وعن سائر المسلمين، وبارك في عمره وفقهه

محمد رفيع عثماني عفا الله عنه
١٣/٣/١٤١٤ھ

مفتي
جامعہ دار العلوم كراچى ١٤

دار الافتاء
دار العلوم كراچى ١٤

5 SEP 1993

حسین

ما أجمع بيانه و أحسن به
نبويم شكلے نيست اندريں جواب - اجاب المجيب كما في الكتاب
سيد محمد عبد الله عفي عنه
دار الافتاء دار العلوم كراچى ١٤
١٤١٤/٢/١ھ

نوٹ : مضمون میں شامل حوالوں کے علاوہ بتویب الفتاوی، دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے رجسٹروں میں مندرجہ فتاوی سے بھی دورانِ تحریر استفادہ کیا گیا جن کا حوالہ درجِ ذیل ہے :-

(۱) ۵۵۱ / ۲۷ ب
(۲) ۱۸۷۰ / ۲۷ د
(۳) ۱۰۷۷ / ۳۱ ب
(۴) ۹۵ / ۳۴ الف
(۵) ۸۰۷ / ۳۴ ب
(۶) ۱۳۸۲ / ۳۴ ج
(۷) ۳۹۷ / ۳۵ الف
(۸) ۸۴۴ / ۳۵ ب
(۹) ۶۴۹ / ۳۶ ب
(۱۰) ۴۴۵ / ۳۷ پ
(۱۱) ۷۲۷ / ۳۷ ب
(۱۲) ۱۳۵۸ / ۳۸ د
(۱۳) ۱۳۷۴ / ۳۸ د
(۱۴) ۲۱۳۸ / ۳۸ و
(۱۵) ۲۱۷۱ / ۳۸ و
(۱۶) ۱۰۰۳ / ۳۹ د
(۱۷) ۲۱۱۲ / ۳۹ ز
(۱۸) ۵۲۴ / ۴۰ ب
(۱۹) ۲۱۶۳ / ۴۰ و
(۲۰) ۱۹۹۲ / ۴۰ ہ
(۲۱) ۲۶۳ / ۴۱ الف
(۲۲) ۳۰۷ / ۴۱ ز
(۲۳) ۴۵ / ۴۱ ح
(۲۴) ۲۵۵ / ۴۱ د
(۲۵) ۵۷ / ۴۲ الف
(۲۶) ۱۰۳ / ۶۲
(۲۷) ۲۹ / ۷۴
(۲۸) ۲۵ / ۸۰
(۲۹) ۱۵۱۰ / ۳۴ د

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر

حل

الانتباهات المفيدة
عن
الاشتباهات الجديدة

اسلام اور عقلیات

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

حضرت تھانویؒ کی مشہور تصنیف "الانتباهات المفيدة" کی تسہیل و تشریح
فلسفہ اور علم کلام پر ایک مبسوط اور جامع تصنیف
جدید شبہات کے تشفی بخش جوابات

تسہیل و تشریح
حضرت مولانا محمد مصطفٰے خان بجنوری رحمہ اللہ تعالٰی
مجازِ بیعت حضرت تھانوی قدس سرہٗ

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی، لاہور
فون: ۳۵۳۲۵۵-۷۲۴۳۹۹۱